بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

جلد ۷ نمبر ۱ ۱۹۲۴

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

ہندوستان بھر کے کروڑہا

اہل سنت و جماعت کا حقیقی ترجمان قرآن و حدیث فقہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین

مخزن مسلمانوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی روح پھونکنے والا ماہوار رسالہ موسومہ

جماعت (امرتسر)

اگست

1924

بہ سرپرستی

جامع درجات ولایت وارث کمالات نبوت دافع بدعت و ضلالت عامل کتاب و سنت علمبردار شریعت و

طریقت مجدد وقت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین عالیجناب حضرت مولٰنا حاجی حافظ

سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ حنفی نقشبندی مجددی علیپوری لازالت شموس فیضانہ بازغۃ

مرتبہ

عزیز مخدومی امرتسری

سالانہ چندہ صرف تین روپے

باہتمام مولوی محمد عبداللہ صاحب منہاس کی نگرانی میں

افتخاری پریس امرتسر میں طبع ہو کر

پیرزادہ عبدالعزیز مخدومی پبلشر نے

جامع مسجد حاجی جماعت علی شاہ صاحب امرتسر سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جماعت

جلد ۲ بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ مطابق اگست ۱۹۲۴ء نمبر ۴

فہرست مضامین

اوقاتِ گرامی

کشمیری یارانِ طریقت کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش اور پے در پے درخواستوں کی وجہ سے قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین عالیجناب حضرت مولانا حافظ حاجی پیر سید **جماعت علی شاہ صاحب** قبلہ علی پوری ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم بہت دنوں سے سیاحت کشمیر کا ارادہ فرما رہے تھے، اور یقین تھا کہ ضرور اس مرتبہ اس خطۂ شاداب کے پیر بھائیوں پر آپ کا سایہ ہما پایہ پرتو فگن ہوگا لیکن حضرت سیدنا امیر المومنین علی اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ کے اس ارشاد کے مطابق کہ عرفت ربی بفسخ العزائم کچھ ایسے اسباب و علل جو تبلیغ و اشاعت اسلام سے تعلق رکھتے ہیں رونما ہوتے رہے کہ حضور کا عزم سفر بار بار فسخ ہوتا رہا، بہر کیف حضرت اقدس اب تک علی پور شریف ہی میں قیام پذیر ہیں اور فی الحال روانگیٔ کشمیر کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی البتہ کشمیر کی تازہ اطلاعات سے جو ہمیں ابھی ابھی موصول ہوئی ہیں قوی امید ہے کہ حضرت ممدوح اس ہفتہ میں کشمیر پہنچکر اپنے مواعظ حسنہ سے برادرانِ اسلام کو مستفیض فرمائینگے؟ وباللہ التوفیق؛

توسیع اشاعت

عالیجناب طریقت مآب حضرت مولنا صاحبزادہ حافظ سید شاہ نور حسین صاحب حنفی نقشبندی علی پوری سلمہ ربہ کے ایما سے ماہ اگست میں جن "یارانِ طریقت" نے "جماعت" کا اشتراک منظور کیا اور چندہ سالانہ بھی ادا کر دیا ان سب کے اسماء گرامی ستمبر کے رسالے میں دلی شکریہ کے ساتھ درج کئے جائیں گے امید ہے کہ اگر حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی توجہ اسی طرح جماعت کی طرف مبذول رہی تو عجب نہیں کہ تھوڑے ہی دنوں میں جماعت کی تعداد اشاعت ایک ہزار تک پہونچ جائے؛

برادرانِ شریعت اور یارانِ طریقت کا فرض ہے کہ وہ جماعت کی توسیع اشاعت میں دل کھول کر حصہ لیں اور اسکی اشاعت کم از کم ایکہزار تک پہونچا دیں، کیا ملک کے کروڑ ہا اہل سنت والجماعت کیلئے جماعت جیسے مذہبی رسالے کے ایک ہزار خریدار مہیا کر دینا کچھ مشکل کام ہے؟ یقیناً ہم میں بعض ایسی مبارک ہستیاں موجود ہیں جو معمولی توجہ سے ایکہزار خریدار بآسانی بہم پہونچا سکتی ہیں۔ پس ہم ایسے محترم بزرگوں سے متوقع ہیں کہ وہ بہت جلد توسیع اشاعت کی جانب توجہ فرما کر جماعت کو ایک بہترین اسلامی آرگن بنانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے ؎ بر کریماں کارہا دشوار نیست؛

کلام الملوک ملوک الکلام

حضور خسروِ معظم شہریار و تاجدار دکن کا تازہ نعتیہ کلام

(۱)

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جلالِ محمدؐ است

دریائے معرفت کہ کنارش پدید نیست
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

دارم چو در گرہ گہرِ آبدارِ دیں
ایں آبِ من ز آبِ زلالِ محمدؐ است

پُر نور کرد آنکہ حریمِ دلِ مرا
عثماں ضیائے شمعِ خیالِ محمدؐ است

(۲)

تابِ خورشیدِ درخشاں روئے تو
آبروئے ماہِ نو ابروئے تو

سر زدہ از من خطا۔ دانستم ار
ہمسرِ مشکِ خطا گیسوئے تو

احمدِ بے میم یا با میم احد
صورتِ حق یا محمدؐ روئے تو

ردِ سحرِ شرک از عالم نمود
ایں نگاہِ نرگسِ جادوئے تو

دیدنِ خود بود منظورِ خدا
ساخت آئینہ ازاں رو۔ روئے تو

آں قُمِ معجز نمائے عیسوی
لفظے از الفاظِ گفت و گوئے تو

ہست عثماں حُبِّ محبوبِ خدا
بہرِ اسقامِ گنہ دارو ئے تو

آدابِ شیخ

ادب ایک ایسی صفت ہے جس سے طالب حق کی مسلک طریقت میں راہنمائی ہوتی ہے' طالب جتنا زیادہ مؤدب ہوگا اتنا ہی زیادہ کامیاب اور اپنے شیخ کا محبوب بنیگا' مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از خدا میخواہ توفیق ادب　　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

جب کسی طالب کی خواہش ہو کر کسی شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلوک طریقت کے متعلق رہنمائی حاصل کرے. تو سب سے پہلے اُس کا یہ اعتقاد ہونا چاہیئے کہ جس شیخ سے وہ استفادہ کرنا چاہتا ہے اُس سے بڑھکر یا اُسکا ہمرتبہ کوئی اور شیخ اس ملک میں موجود نہیں' جبتک وہ اپنے شیخ کی نسبت اس قسم کا اعتقاد نہ رکھیگا اُسکے روحانی فیوض سے بہرہ مند نہیں ہو سکیگا. اسکے علاوہ اُسے شیخ کی خدمت میں انتہائی ارادت وعقیدت سے کربستہ اور مضبوط رہنا چاہئے اور جناب الٰہی میں عہد کر لینا چاہئے کہ حتی الامکان اپنے راہنما کی ارادت وعقیدت میں ہرگز کوتاہی نہیں کریگا۔ اور اُس کی زبان سے جو لفظ نکلیگا وہ شیخ کی مدح وثنا سے لبریز ہوگا'

مرید کا فرض ہے کہ ہر امر میں شیخ سے موافقت کرے اور اُس کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کردے' کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اشارۃً یا کنایۃً بھی شیخ کی مخالفت کا شائبہ نظر آئے' زبان سے تو کجا دل میں بھی کبھی اپنے پیشوا کی مخالفت کا خیال نہ لائے کیونکہ شیخ پر اعتراض کرنا سوءِ ادب کا مرادف ہے' جس مرید کے دل میں بھی پیر کی نسبت اعتراض پیدا ہوتا ہے وہ یقیناً پیر کے قہر کا مستوجب ہوتا ہے' جو اُس کے لئے بدترین ہلاکت کا ہم معنے اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق ہے'

ارادت دراصل کیا ہے؟ پیر کے ساتھ ایک مقدس ترین عہد ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کبھی صراحتاً یا کنایۃً اُس کی مخالفت یا خلاف منشاء حرکت نہیں کریگا۔ اور اپنے آپ کو اُسکی رضا جوئی واطاعت میں مستہلک بنائے رکھیگا' بیعت جو ارادت وعقیدت کا ایک حتمی عہد ہے اُسکے معنے شیخ کے ہاتھ بک جانے کے ہیں' بیعت کا تقاضا یہ ہے کہ پیر کے کسی حکم میں چون وچرا نہ کرے اور اُس کی ہر بات کے سامنے تسلیم ورضا کی گردن جھکا دے'

مرید کو شیخ کا انتہائی احترام کرنا چاہئے۔ اپنے دل کی کوئی بات اس سے مخفی نہ رکھے، کیونکہ شیخ ایک روحانی طبیب حاذق ہے اور طبیب حاذق سے مریض کو کوئی راز چھپانا مناسب نہیں ہے ع

اچھا نہیں مرض کا چھپانا طبیب سے

طالب حق کو لازم ہے کہ اپنے مرشد کی ہر ہدایت کو لازم الاطاعت خیال کرے۔ اور کسی دوسرے کو اسکے حکم سے آگاہ نہ کرے۔ اور جہد بلیغ کرے کہ شیخ کے ہر حکم کی تعمیل میں پوری پوری شان اطاعت کا اظہار ہو۔ اگر بالفرض شیخ کی کسی ہدایت کی تعمیل میں اُس سے قصور و کوتاہی ہو جائے تو اُسے بھی ہرگز چھپانے کی کوشش نہ کرے بلکہ پیر کی خدمت میں اپنے قصور کا اعتراف کرے، تاکہ اُس سے ثبات قدم اور استقامت کے حاصل کرنے میں اعانت کی درخواست کرکے اُسکی دعا کے فیض سے مستفیض ہو سکے۔ اور توفیق الٰہی اُسکے لئے چراغ راہ ثابت ہو۔

طالب کو اپنے شیخ کے حضور میں انتہا درجہ مؤدب رہنا ضروریات سلوک میں سے ہے۔ کوئی بات نہ کرے اپنے اوصاف کے متعلق کوئی لفظ منہ سے نہ نکالے۔ وقت نماز کے سوا کسی وقت اپنا سجادہ شیخ کے سجادے کے قریب نہ بچھائے اور نماز سے فارغ ہونے کے ساتھ ہی فوراً اپنا سجادہ اٹھا دے۔ نیز جن اشیاء کو خدا کے لئے ترک کر دیا ہو پھر اُن کے قریب بھی نہ جائے، کہ یہ کبائر الاثم سے ہے۔

اگر کسی حالت میں شیخ خشم آلود ہو جائے اور اُس کی غضبناکی مرید پر عیاں ہو جائے تو ایسی حالت میں اُسے شیخ کی خدمت سے دوری اختیار نہ کرنی چاہئے بلکہ اپنے نفس کا احتساب کرنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ اُس سے کونسا سوء ادب ہو گیا ہے وہ کس گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔ خدائے قدوس کے احکام میں تو اُس سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ جب ان میں کسی بات کا علم ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار میں مشغول ہو جائے اور آئندہ کے لئے ایسی کوتاہی سے بچنے کا عہد کرے۔ اپنی مزید اصلاح کی کوشش کرے تاکہ شیخ کی نگاہوں میں بیش از پیش محبوب و عزیز ہو جائے۔

اگر شیخ کی مجلس قدسیہ میں کوئی سوال درپیش ہو تو باوجود جواب کی اہلیت رکھنے کے خاموش رہنا مرید کے لئے ضروری ہے۔ اور اسی بات کا تمنائی رہے کہ خدا کرے اُسکے شیخ ہی کے منہ سے اُسکا بہترین جواب نکلے۔ پھر جو کچھ شیخ کی زبان سے سُنے اُس پر بدل و جان عمل کرے۔ اعتراض کے واہمہ سے بھی اجتناب کرے۔ غرض جس قدر زیادہ مؤدب اور متواضع رہیگا اُسی قدر دینی و دنیوی صلاح و فلاح سے بہرہ اندوز ہوگا۔ یہی نکتہ ہے جو اُسے طریق سلوک میں بہت جلد

منزل مقصود تک فائز بنا سکیگا۔

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمیں اُسنے اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے میں اعلحضرت عظیم البرکت مجدد وقت قدوۃ الکاملین رئیس المحدثین قبلہ عالم علیپوری ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم جیسا ولی کامل اور پیشوائے مکمل شیخ عطا فرمایا ہے۔ جن کے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے دنیائے اسلام کا ہر ذرہ انا الشمس پکار رہا ہے۔

مدیر

لمعات نعت

(۱)

ازجناب مولوی محمد یعقوب علی صاحب منہاس بی اے۔ ایچ پی۔ گجرانوالہ

اے بردہ بچوگانِ وفا گوئے سعادت	وے ریختہ در مزرعۂ دیں تخم معیت
اے نام تو بر خاتمِ دل کندہ و موجود	وے فیضِ تو در ہستئ ما یافتہ حرکت
اے جورِ تو بہتر ز وفاہائے دو عالم	وے مہرِ تو قایم شدہ تا روزِ قیامت
اے رُو بتو زیبندہ تر از ماہِ دو ہفتہ	وے کوئے تو آباد تر از عالمِ جنت
اے بردہ ز من وسوسۂ شرک جہاں سوز	وے دادہ مرا جرعۂ از جامِ حقیقت
اے بزمِ عرب ساختہ روشن بہ نگاہے	وے کردہ دلم صید بیک چشمِ عنایت
جامے دہی مارا زمئے عشقِ الٰہی۔	بکشادۂ بر خلق درِ راہِ ھدایت
یعقوبِ گنہگار سیہ کار سیہ رُو	روزے بود آید برِ تو بہر شفاعت

(۲)

ازجناب مرزا شجاع صاحب شیون رئیس امرتسر

جاں بخش فیض طرزِ بیانِ محمدؐ است	اعجاز شیوۂ زبانِ محمدؐ است
لولاک گوہریست ز تاجِ رسالتش	قرآنِ پاک شاہدِ شانِ محمدؐ است
اے شب بقدرِ روزِ قیامت طویل باش	وز خواب چشمِ من نگرانِ محمدؐ است
نازم بشانِ مہدی ہادی کہ او بود	گرکس بہ دہر مرتبہ دانِ محمد است
حق مالکِ دوکون و دوکون از برائے شاہ	چیزے کہ از حق است ازانِ محمد است
شیون رسد بمصرعِ غالب دلم زدست	سوگند کردگار بجانِ محمدؐ است

شانِ اولیا

مندرجہ تحت مضمون جناب مولانا مولوی امام الدین صاحب رام نگری کے خامۂ اعجاز نگار کے نقوش بہتیہ میں سے ہے، اس میں آپ نے اولیاء اللہ کے فضائل وکمالات پر نہائت دلپذیر اسلوب سے روشنی ڈالی ہے۔ مولانا ممدوح ہندوستان کے مشاہیر اہل قلم میں سے ہیں، اور آپ کے علمی کارنامے شہرۂ آفاق ہیں۔ ہماری درخواست پر آپنے یہ مضمون لکھکر جماعت کی عزت افزائی فرمائی ہے۔ ہم متوقع ہیں کہ آپ "جماعت" کو ہمیشہ اپنے افادات سے زینت بخشتے رہینگے۔ (مدیر)

یہ ایک ایسا وسیع عنوان ہے کہ اگر اس پر شرح وبسط کے ساتھ لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے لیکن میرا مقصود اس مضمون میں نہایت اختصار کے ساتھ بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالنا ہے۔

آجکل جہاں یہ دیکھکر افسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جہالت انتہا سے گذر گئی ہے اور ان کو معلوم نہیں ہوتا کہ کسی شئے کی حد کو کس طرح ملحوظ رکھا جاتا ہے ارباب علم وفہم کی بھی یہ حالت دیکھنے میں آتی ہے کہ باوجود ادعائے علم وفہم کے وہ اپنی جہالت ونادانی میں جہلا سے بھی دس قدم آگے نظر آتے ہیں، جہلا اگر اپنے اعمال میں حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں تو وہ بہرحال جہلا ہیں، مدعیان علم وفہم کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بھی جادۂ اعتدال سے دُور دُور بھاگے پھر رہے ہیں؛ جہلاء بے علم ہیں نا سمجھ ہیں وہ شرک وکفر اور توحید واسلام کی تفریق میں اکثر دھوکے کھا جاتے ہیں لیکن تم عالم ودانا ہو کر کفر وشرک کی تیغ بے نیام کو بے احتیاطی وبے اعتدالی کے ساتھ کیوں استعمال کرتے ہو؟ اولیائے کرام کے مزاروں پر جانا شرک، ان کی قبروں کا ادب واحترام شرک، ان سے استمداد شرک؛ ان سے ارادت وعقیدت شرک، ان کو بارگاہ خداوندی میں مقبول سمجھنا شرک، دربار باریتعالے میں ان کی قدر ومنزلت پر عقیدہ رکھنا شرک۔ مجھے حیرت ہے کہ آخر یہ بزرگوار "ولی اللہ" کے معنے کیا لیتے ہیں جو ان باتوں کو شرک کہتے ہیں۔ اگر یہ باتیں شرک ہیں تو سب سے پہلے کسیکو "ولی اللہ" کہنا اور ماننا شرک ہونا چاہیئے۔ کسیکو ولی اللہ کہنا اور ماننا بھی اور اُسکے ساتھ بارگاہ خداوندی میں ان کو عوام ہی جیسا سمجھتے رہنا علم وجہل اور فہم ونادانی کا

کا مجمع العقول اجتماع ہے۔ واللہ! یہ خشک مزاج لوگ بھی رسم و راہ محبت سے کس قدر بیگانہ ہیں۔

اولیائے کرام کی شان میں وہ آیات احادیث پیش کرتے ہیں جو بتوں کے لئے وارد ہوئی ہیں۔ کیا خدا نے اسی لئے ان کو علم و فہم کا جوہر عطا کیا ہے کہ وہ اسے اسکے دوستوں کے خلاف استعمال کریں؟ ان کو قرآن پاک میں وہ آیتیں تو نظر آتی ہیں جن کو وہ ان مقدس اور اسلام کی مایۂ ناز ہستیوں کے خلاف پیش کرتے ہیں لیکن کیا انہوں نے قرآن پاک کو اس غرض سے بھی کبھی دیکھا ہے کہ اس میں اولیاء اللہ کی شان پاک میں کیا کیا لکھا ہے؟ ان مدعیان توحید نے کبھی سلف صالحین کے حالات و واقعات کے معلوم کرنے کی کبھی کوشش کی ہے کہ ان کا طریق عمل کیا تھا؟ کیا یہ نام نہاد مدعیان توحید و دشمنان شرک و کفر سلف صالحین سے زیادہ کتاب و سنت کے عالم، توحید کے حامی، شرک و کفر کے دشمن ہیں؟ اور میں کہہ چکا ہوں کہ اگر اس موضوع پر شرح و بسط کے ساتھ لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے اسلئے میں مختصراً بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا اسی کہنے کے مطابق میں صرف فوائد الفوائد ملفوظات حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی مدد سے بعض پہلوؤں پر کچھ لکھتا ہوں۔

اولیائے کرام سے مدد چاہنے اور درد مصیبت میں ان کو پکارنے کو شرک و کفر کہا جاتا ہے۔ اور ان کے مزاروں کے ادب و احترام کو بدعت و ضلالت۔ اسکے برخلاف فوائد الفوائد شریف حصہ دوم صفحہ ۱۰۵ میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام اور وہ شیخ رفیع الدین نے مجھسے بیان کیا کہ میرے ایک رشتہ دار تھے وہ کسی جرم میں ماخوذ ہو کر مقتل میں لیجائے گئے۔ جلاد نے ان کو قبلہ رُو کھڑا کیا، کھڑے ہونے کو تو وہ قبلہ رُو کھڑے ہو گئے لیکن پھر یاد آیا کہ پیر کا مزار پیچھے پڑتا ہے، معاً قبلہ سے منہ پھیر کر پیر کے مزار کیطرف منہ کر لیا۔ جلاد نے کہا کہ ایسے وقت میں تو دوسری طرف سے منہ پھیر کر قبلہ کی طرف رُخ کر لینا چاہئے تم نے قبلہ کی طرف سے منہ کیوں پھیر لیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے قبلہ کی طرف منہ پھیر لیا تو اپنا کام کر۔

نام نہاد مدعیان توحید اسکو بے تکان شرک کہدینگے لیکن کیا وہ حضرت سلطان المشائخ سے زیادہ توحید کو جانتے اور مانتے ہیں؟ ہرگز نہیں، حضرت سلطان المشائخ نے اس کے بعد خود اپنا واقعہ نقل فرمایا ہے۔ کہ ایک مرتبہ میں سفر میں تھا، منزل طویل تھی بہت تکلیف اُٹھائی، اگرچہ سوار تھا پھر بھی پیاس نے اپنا غلبہ کیا، ایک تالاب پر پہنچکر گھوڑے سے اُترا

تاکہ تھوڑا پانی لیکر پیوں، اتنے میں شدت تشنگی کے باعث صفرا نے زور کر دیا جس سے میں بے ہوش ہوگیا، حالت بے ہوشی میں میری زبان پر "شیخ شیخ" جاری رہا کچھ دیر کے بعد مجھے ہوش آیا، الغرض اس واقعہ کے بعد مجھے کامل یقین ہوگیا کہ میرا خاتمہ بھی شیخ کے ذکر کے ساتھ ہوگا۔ نام نہاد مدعیان توحید بتائیں کہ وہ حضرت سلطان المشائخ کے متعلق کیا فتوٰی دینگے؟ یاد رہے کہ اگر حضرت سلطان المشائخ (خاکم بدہن) موحد نہیں تو دنیا میں کوئی موحد نہیں، اور نام نہاد مدعیان توحید کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں ہے۔ مدعیان توحید لاکھ توحید توحید چلائیں، لیکن اگر وہ ذرا بھی ان خاصانِ الٰہی کے متعلق بد ارادتی سے کام لینگے تو کبھی انکا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ نہ وہ حضور خداوندی میں سرخرو ہوسکینگے حضرت شیخ علی ہجویری قدس سرہ العزیز کے متعلق حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے کشف المحجوب تصنیف فرمائی تو ایک جگہ شروع کتاب میں اپنا نام لکھا اور دو تین جگہ درمیان کتاب میں اس کی وجہ یہ تھی کہ اسکے قبل عربی کے اشعار کہتے تھے اور ان میں اپنا نام نہیں رکھتے تھے ایک نوجوان نے ان کے اشعار کو اپنے نام سے منسوب کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دنیا سے بے ایمان گیا۔

حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا بیمار ہوئیں تو اس بیماری میں بار بار فرماتیں کہ فلاں شہید اور فلاں بزرگ کے مزار کی زیارت کو جاؤ۔ میں ان کے حکم کے مطابق جاتا جب واپس آتا تو فرماتیں کہ میری بیماری میں تخفیف اور میری تکلیف میں کمی ہے، اسی طرح حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس سرہ العزیز کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ الاسلام بیمار ہوئے تو آنجناب نے مجھے چند پیر بھائیوں کے ساتھ اس مقام کے شہدا کی زیارت کیلئے بھیجا تھا، جب ہم لوگ زیارت کر کے حاضر خدمت ہوئے تو فرمایا کہ تم لوگوں کی دعا نے کچھ اثر نہیں کیا، مجھے کچھ جواب بن نہ پڑا شیخ علی بہاری دور کھڑے تھے انہوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ ناقص ہیں اور شیخ کی ذات مبارک کامل ناقصوں کی دعا کاملوں کے حق میں کیونکر اثر انداز ہوسکتی ہے۔ حضرت شیخ کے گوش مبارک میں یہ بات نہیں پہنچی اسلئے میں نے گوشگذار کی، فرمایا کہ میں نے اللہ تعالٰی سے دعا کی ہے کہ تم اللہ تعالٰی سے جو مانگوگے پاؤگے۔ (فوائد جلد ۲ صفحہ ۵۹)

فوائد الفواد جلد دوم صفحہ ۱۹۱ میں حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں قدوۃ الاولیا حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے دو بیٹے تھے جو توام پیدا

ہوئے تھے ان میں سے ایک صاحبزادے صغر سنی ہی میں رحلت فرما گئے، جب حضرت شیخ فرزند کو دفن کر کے دولتکدہ پر تشریف لائے تو حضرت کی اہلیہ محترمہ رو رہی تھیں، حضرت شیخ کے گوش اقدس میں ان کے رونے کی آواز پہنچی تو آپ ہاتھ ملنے لگے، حضرت شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے انہوں نے پوچھا کہ حضور یہ تاسف کیسا؟ فرمایا مجھے اسوقت یاد آتا ہے کہ میں نے کیوں نہ بیٹے کی حیات کیلئے خدا سے دعا کی اگر میں دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا۔

اللہ اکبر! اولیائے کرام کا یہ حال اور ان کی یہ شان، اور نام نہاد مدعیان علم وعقل کی یہ شرک پاشی کہ گویا ان خاصان الٰہی کا خیال تک شرک، او مدعیان علم وعقل! اولیائے کرام سے کافروں مشرکوں کے خود ساختہ بتوں سے کیا نسبت جو تم ان کے ادب واحترام اور ان کی ساتھ ارادت وعقیدت کے مقابلہ میں ان آیتوں کو پیش کرتے ہو جو بتوں اور ان کی پرستش کے متعلق نازل ہوئی ہیں؟ تمنے خدا کے دوستوں اور دشمنوں کی تمیز اٹھا دی اور دونوں کو ایک کر دیا؟ نہیں دیکھتے کہ عارف روم ان کی شان میں کیا کہتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اولیا را ہست قدرت از الٰہ　　　تیر جستہ باز گرداند ز راہ

کہا جاتا ہے کہ مزاروں پر جانے اور اولیائے کرام سے استمداد کرنے سے دشمنان اسلام کے حوصلے بڑھ گئے اور وہ اسلام پر حملہ کرنے کے لئے دلیر ہو گئے، چہ خوش، جن بزرگوں کے روحانی و جسمانی فیوض وبرکات سے لاکھوں کروڑوں کافر ومشرک اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے ان سے عقیدت وارادت، ان کے مزاروں کا ادب واحترام، ان کی قدر ومنزلت، ان کے آستانوں کی حاضری، تخریب اسلام کا باعث بن گئی، مجھے اس موقع پر اپنا ایک واقعہ یاد آیا جس سال میں حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی آستان بوسی کے لئے حاضر دار القدس اجمیر ہوا تھا۔ دہلی میں میرٹھ کے ایک وہابی سے ملاقات ہوئی جو جاہلوں اور ناواقفوں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا اعراس بزرگان دین بالخصوص عرس پاک اجمیر شریف کی برائیاں بیان کر رہا تھا۔ اگر عرسوں میں افراط وتفریط پائی جاتی ہے اور تمہاری نیت بخیر ہے تو دل سوزی اور نرمی کے ساتھ اصلاحی گفتگو کرو، عملی سعی کو کام میں لاؤ لیکن چند برائیوں کی آڑ پکڑ کر لوگوں کو بزرگان دین سے بدعقیدہ کرنا کہاں کی مسلمانی ہے؟ مکھی کے بیٹھنے کے ضد سے ناک اڑا دینا تو

سراسر جہل ہے، جب اسکی گستاخانہ باتیں مجھ سے نہ سُنی گئیں تو میں بولا، اس نے کہا کہ اگر شاہی زمانہ ہوتا تو دیکھتے کہ ایک متنفس بھی اجمیر نہ جانے پاتا۔ مَیں نے کہا اکبر تو خود آگرہ سے چل کر پاپیادہ اجمیر شریف میں حاضر ہوا تھا، ایک دوسرے صاحب جو وہابی تو نہ تھے مگر شاید وہ ابتک یہ نہ سمجھے تھے کہ عرسوں کی برائیاں بیان کرنے والا اولیائے کرام سے بغض رکھنے والی جماعت سے تعلق رکھتا ہے، انہوں نے سمجھا تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی محبت میں یہ دلسوزی کام میں لا رہا ہو چنانچہ انہوں نے مجھے گرم لہجہ میں کہا کہ۔ اکبر کی کیا سند اسکے مذہب کا تو کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا اگر کوئی متشرع بادشاہ ہوتا تو ضرور ایسے لوگوں کی گردنیں مروا دیتا۔ میں نے کہا اورنگ زیب متشرع بادشاہ تھا یا نہیں؟ اسکے وقت میں حضرت خواجہ غریب نواز کا عرس پاک ہوتا تھا یا نہیں؟ بھلا اسنے کتنے مسلمانوں کی گردنیں مروادی تھیں ذرا بتایئے تو؟ اسپر تو وہی صاحب کہنے لگے کہ نہیں صاحب اورنگ زیب تو حضرت خواجہ صاحب کا نہایت معتقد تھا، اسکے ساتھ مجلس کا رنگ بدلا پھر تو لوگوں نے وہابی صاحب کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

فوائد الفوائد جلد ۲ صفحہ ۶۵ میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ درویش صفت اور خوش خلق علماء کے تذکرہ کے ضمن میں حضرت مولانا احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مینے حضرت شیخ کبیر فریدالدین قدس سرہ العزیز کی وفات کے بعد ان کی زیارت کیلئے سفر کیا، حدود سرستی میں مولانا احمد سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھ سے کہا کہ شیخ کے روضہ پر پہنچنا تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ میں دنیا نہیں طلب کرتا اسکے طلب کرنے والے بہت ہیں، میں عقبیٰ کو بھی نہیں چاہتا میں اسی قدر چاہتا ہوں کہ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ " الٰہی! مجھکو بحالت مسلمانی موت دے اور صالحین میں شامل کر" نام نہاد ارباب علم و نام نہاد مدعیانِ توحید جو اولیائے کرام سے منت ماننے کو کفر و شرک کہتے ہیں، وہ مولانا احمد کی نسبت کیا حکم دینگے؟ کیا معاذ اللہ وہ مشرک و کافر تھے؟ کیا مشرک و کافر ہی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ دنیا و عقبیٰ میں سے اگر کسی چیز کا خواستگار ہو تو اسلام پر مرنے اور صالحین میں شامل ہونے کا؟ حضرت محبوب الٰہی کی نسبت کیا فتوے دینگے؟ نعوذ باللہ من ذالک کیا آنجناب نے مشرک کا پیغام بر ہونا قبول کیا؟ کیا آجکل کے نام نہاد مدعیان علم اور مدعیان توحید ان خاصان خدا سے زیادہ علم شرع و حقیقت توحید کے ماہر ہیں؟ جن کے ایک اُمّی کی یہ شان تھی جو واقعہ ذیل سے ظاہر ہوتی ہے حضرت حسن افغان ایک بزرگ تھے جو محض امی تھے لیکن آپ کے علم باطن کا

درجہ اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ لوگ مختلف زبانوں کے مختلف کلمات علیحدہ علیحدہ سطور میں ایک ہی کاغذ پر آپ کے سامنے پیش کرتے اور پوچھتے کہ اس میں قرآن کی عبارت کون ہے؟ آپ اس سطر کی طرف اشارہ فرماتے جس میں قرآن مجید کی عبارت ہوتی' لوگ پوچھتے کہ آپ تو امی محض ہیں آپنے کیونکر جانا کہ یہی قرآن شریف ہے؟ آپ جواب دیتے کہ اس میں میں ایک نور دیکھتا ہوں جو اس سے پیدا ہو رہا ہے اور دوسری سطروں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ کیا ہمارے مدعیان علم وعقل نے بھی کبھی قرآن شریف سے روشنی کی ادنیٰ سی جھلک دیکھی ہے؟ جو لوگ ایک حرف پڑھے نہیں ہوتے ان کے متعلق میری طرف عوام میں ایک مثل بولی جاتی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "ان کیلئے کالے حروف مثل بھینس کے ہیں"۔ ان بزرگان دین کے مقابلہ میں ہمارے نام نہاد ارباب علم بھی ان جہلا سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جو مندرجہ بالا مثل کے مصداق ہیں جبھی تو اولیائے کرام کی شان میں لایعنی قیل وقال کرتے ہیں ع

چوں نہ دانند حقیقت رہ افسانہ زدند

خود حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ ہی حضرت مولانا احمد کے تذکرہ کے بعد حضرت مولانا کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ وہ بڑے بابرکت بزرگ تھے۔ اگرچہ انہوں نے کسی کی نسبت حاصل نہیں کی تھی مگر بہت سے مردان حق سے ملے تھے' مینے پہلی ہی مرتبہ جب انکو دیکھا تو ان کی طرز تقریر سے معلوم ہوگیا کہ وہ واصلان حق میں سے ہیں' میرے ذہن میں ایک بات تھی۔ مینے اسکو ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اس کے متعلق یہ آیا ہے اور اس کے متعلق اس طرح لکھا ہوا ہے' یہ واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضرت محبوب الٰہی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ اگر اس مشکل مسئلہ کو سو مجتہد علما سے پوچھا جاتا جب بھی حل نہ ہوتا' ایسا مبلغ علم ہوتا ہے اولیائے کرام کا جس کے سامنے علمائے مجتہدین کی یہ حالت ہو پھر بیچارے آجکل کے مدعیان علم کس شمار میں ہیں۔

فوائد الفواد جلد ۲ صفحہ ۷۶ میں ہے کہ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی حضور میں اپنا یہ خواب عرض کیا کہ مینے دیکھا کہ نماز فجر کا وقت ہوگیا ہے۔ میں نماز کیلئے وضو کر رہا ہوں' نماز کا وقت تنگ ہو گیا ہے۔ مینے جلدی سے وضو کر کے سنت پڑھی۔ ایسا معلوم ہوا کہ پاس ہی جماعت ہو رہی ہے۔ تیزی کے ساتھ چلا کہ جماعت میں ملجاؤں' اسی خیال میں چلا جاتا تھا کہ ایسا معلوم ہوا کہ آفتاب نکل رہا ہے۔ میں ڈرا کہ مبادا نماز کا وقت نکل جائے

میں نے ہاتھ اٹھا کر آفتاب کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ "بوقت پاک شیخ برنیاتی" حضرت محبوب الٰہی یہ خواب سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ایک نقیب کا جن کا نام محمد نیشاپوری تھا واقعہ بیان فرمایا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں نے محمد نیشاپوری سے سنا کہ ایک مرتبہ وہ گجرات کے سفر میں تھے۔ ان ایام میں وہ ملک ہندؤں کا تھا میں راہ میں تھا کہ کچھ آدمی میرے قریب آئے۔ میرے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک ہندو ننگی تلوار لئے ہوئے آرہا ہے۔ جسکو دیکھکر میں ڈرنے لگا ایسی حالت میں وہ ہندو تیغ برہنہ میرے سامنے آیا جب میرے نزدیک پہنچا تو میں نے کہا کہ "شیخ حاضر باش" ہندو نے فوراً ہاتھ سے تلوار ڈال دی اور کہا کہ مجھکو امان دیجئے میں نے کہا تجھکو امان ہے' اسکے بعد میں نے اسکو تلوار دیدی۔ اس نے اپنی راہ لی اور میں نے اپنی۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ خیال کرو کہ اس ہندو نے کیا دیکھا اور اسکو کیا دکھلایا گیا؟ میں نام نہاد موحدین اور مدعیان علم سے کہتا ہوں کہ غور کرو اولیاء اللہ کی کیا شان ہے' اور اللہ تعالےٰ نے ان کو کیا قدرت بخشی ہے' ایسے بزرگوں سے مراد مانگنے اور مدد چاہنے میں کیونکر کفر و شرک ہو سکتا ہے خدا جن کا ہاتھ پاؤں' اور کان و زبان ہو جاتا ہے ع

اللہ اللہ گفت اللہ میشود

کیا اس مضمون کی حدیث قدسی ہمارے مدعیان علم کی نظر سے بارہا نہ گذر چکی ہوگی! دیکھو مندرجہ بالا واقعہ میں محمد نیشاپوری نے خدا سے مدد نہیں چاہی نہ خدا کو پکارا مگر ان کی مشکلکشائی ہوگئی۔ اگر تم کہو کہ اگرچہ انہوں نے اپنے شیخ کو پکارا مگر ان کی مشکلکشائی خدا ہی نے کی تو میں کہتا ہوں کہ زہے شیخ جس کو پکارا جائے اور خدا سن لے!

اولیائے کرام سے مراد مانگنے اور مدد چاہنے کو جو لوگ شرک و کفر کہتے ہیں درحقیقت وہ گمراہی اور کفر میں مبتلا ہیں۔ وہ اسکو خدا کی قدرت سے معاذ اللہ! باہر سمجھتے ہیں کہ جس کو وہ پسند کرے اور قبول فرمائے اسکو غیر معمولی قوتوں کا مالک بنادے' وہ اولیاء اللہ اور خاصان خدا کو بھی اپنا ہی جیسا سمجھتے ہیں ع

برین عقل و دانش بباید گریست

فوائد الفواد جلد سوم میں حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ سے حضرت شیخ شاہی موی تاب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی کی کرامت و بزرگی میں چند حکایتیں منقول ہیں، حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ شیخ صاحب ممدوح کے متعلق چند حکایتیں بیان فرمانے کے

بعد فرماتے ہیں کہ۔ انہوں نے (یعنے شیخ شاہی موی تابنے) بارہا کہا کہ میری وفات کے بعد جس شخص کو کوئی مہم پیش آئے وہ تین روز تک میری زیارت کو آئے اگر تین روز گزر جائیں اور وہ کام حاصل نہو تو چار روز تک آئے اگر چوتھے روز بھی مقصد برآری نہو تو پانچویں روز میرے مزار کی اینٹ اینٹ جدا کر دے ؎

ایسی ہوتی ہے اولیاء اللہ کی شان اور یہ ہوتی ہے اولیاء اللہ کی مزار شریف میں برکت، ہمارے نام نہاد مدعیان توحید اور ارباب علم ایسی باتوں پر کس قدر بے سرو پا قیل وقال کرتے ہیں لیکن حقیقت آگاہ حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ نے اُن کے اس قول کو جوان کی کرامت و بزرگی کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ دیکھئے اپنے نام نہاد مدعیان توحید وارباب علم کی باتیں سُنی جائیں یا حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کو تسلیم کیا جائے؟

فوائد الفوائد جلد دوم صفحہ ۱۹۲ میں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ نظام الدین ابو المؤید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پانی نہیں برسا۔ لوگوں نے آپ سے دعا کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے منبر پر چڑھکر کہا کہ خداوندا اگر تو بارش نہ کرے گا تو بستی میں نہ رہونگا یہ کہکر آپ منبر سے اُتر آئے اور بارش ہوئی۔ اسکے بعد سید قطب الدین علیہ الرحمۃ نے آپ سے کہا کہ میرا آپ پر پختہ عقیدہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ بارگاہ خداوندی میں آپکو نیاز حاصل ہے لیکن آپنے یہ دعوے کس بنا پر کیا کہ پانی نہ برسے گا تو میں آبادی میں نہ رہونگا۔ حضرت شیخ نظام الدین ابو المؤید نے فرمایا کہ مجھکو معلوم تھا کہ پانی ضرور برسے گا سید قطب الدین نے پوچھا کیونکر؟ آپ نے فرمایا کہ ایکدفعہ مجھ اور سید نور الدین مبارک نور اللہ مرقدہ سے منازعت ہوگئی تھی یعنے ایک بات کہدی تھی جس سے وہ خفا ہوگئے تھے جب لوگوں نے مجھے پانی کیلئے دعا کرنے کیلئے کہا تو میں ان کے مزار پر گیا اور کہا کہ آپ مجھ سے خفا ہیں اور لوگ مجھ پانی برسنے کیلئے دعا کرنے کو کہتے ہیں اگر آپ مجھ سے صلح کرلیں تو میں دعا کروں ورنہ نکروں مزار سے آواز آئی کہ میںنے تم سے صلح کرلی۔ دعا کرو۔ مدعیان علم و توحید کیلئے۔ اسی قدر کافی ہے اسلئے مضمون ختم کرتا ہوں ؎

خود اپنے بیاں کی شہادت نکلا خود ساتھ اپنے لئے صداقت نکلا
تجھ پر ہے لازمی اشاعت اس کی اے قوم رسالہ جماعت نکلا

خصوصیات طریقہ نقشبندیہ

یہ نفیس مضمون محترم بہن صوفیہ باندی بنت شیخ الطریقت حضرت مولانا حافظ انور علی صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ پنشنر جج رہتک کے رشحات قلم سے ہمو جو طریقت مآب حضرت صاحبزادہ مولانا حافظ شاہ نور حسین صاحب سلمہ ربہ کی تحریک سے خاص جماعت کے لئے لکھا گیا ہے! اس میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خصوصیات کی ایسے طریق پر وضاحت کی گئی ہے جس میں طالبان طریقت کے لئے بے انتہا فوائد مضمر ہیں، خصوصاً اُن بہنوں کے لئے جو سلسلہ موصوفہ سے روحانی نسبت رکھتی ہیں یہ تحریر مشعلِ راہ کا کام دیگی!

(مدیر)

میری طریقت کی پیاری بہنو! اللہ کے ملنے کے بہت رستے اور طریقے بہت سے ہیں جیسے طریقہ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ وغیرہ وغیرہ ہیں۔ سب طریقوں سے خدا ملتا ہے اور سب طریقے بڑی تعریف اور عزت کے قابل ہیں اور یہ سب طریقے حضرت امیر المومنین خلیفہ چہارم علی کرم اللہ وجہہ سے نکلے ہیں اور ہمارا طریقہ نقشبندیہ عالیہ خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نکلا ہے۔ سب طریقوں میں اللہ کے ذکر سے (جو پیارے پیر کا بتایا ہوا ہوتا ہے) اللہ کی محبت اور عشق پیدا ہوتا ہے اور اُس سے اللہ سے جا ملتی ہیں مگر گھر بار والی عورتوں کے لئے اور سب طریقوں سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ عالیہ بہت ہی آسان اور نزدیک ہے۔ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں۔ ایک یہ خصوصیت ہے کہ اس طریقہ سے عورت کو گھر بار میں اور بال بچوں میں رہ کر اس طریقہ کے انوار اور عشق الٰہی محبت الٰہی آسانی سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس خصوصیت سے ایسے طریقہ عالیہ کا رستہ عورت کے لئے بہت ہی نزدیک ہے بشرطیکہ وہ اپنے پیارے پیر کے فرمان کو جان دل سے بدون کسی عذر و تامل کے بجا لانے والی ہو۔ اور میں رسالہ ذاکرہ بیگم میں عرض کر چکی ہوں کہ اور طریقوں میں سلوک سے طریقہ شروع کیا جاتا ہے اور جذب الٰہی انتہا میں آتا ہے مگر ہمارے اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں جذب الٰہی سارے سلوک سے پہلے آتا ہے اور ساری منزلوں سے نکال لے جاتا ہے اور یہ جذب الٰہی سلوک کو آسانی سے تمام کرا دیتا ہے!

اور بعض دوسرے طریقوں میں کلمہ شریف کا ذکر اور اسم ذات کا ذکر بلند آواز سے کیا جاتا ہے جسکو ذکر جہر کہتے ہیں اور یہ ذکر دن میں اور رات کو بڑی کثرت سے کیا جاتا ہے تب ذکر کے آثار انوار اور روشنیاں آتی ہیں اور اس ذکر جہر کی خبر دوسروں کو بھی ہو جاتی ہے اسکو مرد ہی کر سکتے ہیں یا وہ عورتیں کر سکتی ہیں جو گھر بار اولاد کے جھگڑے بکھیڑوں سے بالکل آزاد اور چھوٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ گھر باری عورتیں جو میاں کی تابعداری اور بال بچوں کی خبرداری میں پھنسی ہوئی ہوتی ہیں اون کو ذکر جہر یعنے آواز سے ذکر کرنیکا موقعہ بڑی مشکل سے ملتا ہے اور اگر ملتا بھی ہے تو کثرت سے ذکر کرنیکا وقت نہیں ملتا کہ وہ دوسروں کی تابعداری اور گھروں میں پھنسی ہوئی ہوتی ہیں اور جبتک کثرت سے ذکر نکرے اس طریقہ ذکر جہر والے کے انوار اور عشق و محبت ظاہر نہیں ہوتے طریقہ ذکر جہر کے بارے میں حضرت شاہ غلام جیلانی رہتکی قدس سرہ اپنی چوپائی ۴۴ میں اس طرح فرماتے ہیں ؎

جو تو چاہے ہر سے میل — کٹم جھاڑ کے ہیلن ہیل

یعنے اگر تو ہر سے یعنے اللہ سے ملنا چاہتا ہے تو کٹم (کنبہ) قبلہ اور دنیا کے جھگڑے بکھیڑے سب چھوڑ چھاڑ کر ذکر کے ہیلن ہیل یعنے اس ظاہری کینہ بغض کو چھوڑ کر ذکر کی ایسی کثرت کر کہ انوار اور آثار عشق و محبت الٰہی کے ظاہر ہوں۔

اور اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسم ذات اللہ کا ذکر خفیہ دل سے اور خیال سے ایسا کیا جاتا ہے کہ دوسروں کو خبر ہی نہیں ہوتی اور چونکہ اس طریقہ عالیہ میں ذکر خفیہ دل سے کرنے سے سلوک سے پہلے ہی جذب الٰہی دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور دل میں روشنیاں آجاتی ہیں اور سچا عشق و محبت پیارے پیر کا اور پیارے رسولؐ کا (قربان ہوں جسم و جان ان پر) اور اللہ کا دل میں آجاتا ہے اور تھوڑی تعداد کا ذکر جو پیارے پیر کا بتایا ہوا دل کے کینہ و حسد و بغض و شرک سے خطرات نفسانی حدیث نفسانی خواہشات نفسانی وغیرہ وغیرہ سے جلد چھڑا دیتا ہے کہ اصل چھوڑنا اسی کینہ و حسد کا ہے۔ گھر باری عورتیں اس طریقہ کا ذکر رات کو جب بچے سو جائیں اور پچھلی رات کو بچوں کے جاگنے سے پہلے اچھی طرح کر سکتی ہیں اور دن کو کام کاج میں بھی کر سکتی ہیں کہ ذکر خفیہ خیال اور دل سے کیا جاتا ہے ہاتھ پاؤں کا کام اس طریقہ کے ذکر کو مانع نہیں ہے اسلئے اس ذکر خفیہ کو ہر حالت میں کر سکتے ہیں غرض کہ گھر بار میں پھنسی ہوئی عورتیں بھی اس طریقہ عالیہ کے ذکر کو آسانی سے کر سکتی ہیں۔

سوال۔ کیا اس طریقہ کے بزرگواروں نے بھی اس طریقہ عالیہ کی کچھ خوبیاں اور خصوصیات بیان کی ہیں ؟

جواب۔ ہاں کی ہیں ؛

سوال۔ اچھا جن جن بزرگوں نے اس طریقے عالیہ کی خصوصیات اور خوبیاں بیان کی ہیں اون بزرگوں کے نام نامی کیا ہیں اور کیا کیا خصوصیات اس طریقہ عالیہ کی بیان کی ہیں بتاؤ ؟

جواب۔ سنو حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رباعیوں کی شرح میں اور قدوۃ الکبرا خواجہ عبداللہ احرار قدس سرہ نے اور ہمارے بڑے خواجہ خواجگان وحضرت بہاؤ الدین نقشبند رضی اللہ عنہ نے جنکے نام نامی سے یہ طریقہ عالیہ مشہور ہے اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ نے اپنی مکتوبوں میں اس طریقہ عالیہ کی جو خوبیاں اور خصوصیات لکھی ہیں اور بیان کی ہیں وہ تم سے عرض کرتی ہوں ان مکتوبوں کے لفظوں کو قائم رکھا ہے اور جہاں جہاں مناسب معلوم ہوا ہے سمجھانے کے لئے اوس کی شرح کردی ہے امید ہے کہ اس سے تمکو بہت فائدہ پہونچے گا اور اس طریقہ عالیہ کی خوبیاں اور خاصیتنا بھی معلوم ہوگا اور اسپر عمل کروگی اور پیارے پیر کے فرمان ذی شان پر جان ودل سے قربان ہوگی تو اس طریقہ عالیہ کے انوار تمہاری دل میں بھی آوینگے اور چمکیں گے اور تم اللہ کی پیاری ہو جاؤگی ؛

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی رباعیوں کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ہمارے حضرت خواجہ نقشبند اور اون کے خلیفوں کا طریقہ۔

(۱) اقربُ سُبُل الی المطلب الاعلیٰ والمقصد الاسنی وھو اللہ سبحانہ تعالےٰ ہے یعنے اللہ تعالےٰ کیطرف جو سب سے بڑا مطلب اور سب سے اچھا مقصد ہے سب طریقوں اور خدا کے ملنے کی راہوں سے بہت ہی نزدیک اور پاس ہے۔

اس کلام پاک حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے اس طریقہ عالیہ کی خصوصیت ظاہر ہے آگے فرماتے ہیں ؛

(۲) کہ بحقیقت نہایت سیر مشائخ بدایت طریقت ایشانست۔ یعنی حقیقت میں (دوسرے طریقوں کے) مشائخ کی سیر کی جو نہائت (یعنے انتہا اور آخر) ہے وہ ان نقشبندی بزرگوں کے

طریق کی بدایت (ابتدا اور شروع) ہے...... اس سے اس طریقہ عالیہ کی خصوصیت ظاہر ہے۔

(۳) کہ سلوک ایشاں بعد از جذبہ است۔

یعنے ان نقشبندی بزرگوں کے طریق عالی میں پہلے جذب آتا ہے اور جذب کے بعد سلوک آتا ہے اور حضرت مجدد صاحب شیخ احمد سرہندی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اپنی مکتوب ۶۶ جلد پہلی میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

کہ ایک خصوصیت اس طریقہ عالیہ میں یہ ہے کہ حضرت خواجگان نقشبند قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کا طریق اندراج نہایت در بدایت پر مبنی ہے (یعنے خدا کے طالب کو ابتدا ہی میں انتہا کی مقام پر پہونچا دیتے ہیں) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری قدس اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں (یعنے پہونچا دیتے ہیں) یہ طریقہ بعینہٖ (یعنے بالکل وہی) اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا طریق ہے کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی اول صحبت میں ہی وہ کمال حاصل ہو جاتا تھا جس کمال کا ایک ثمر امت کے اولیاء اللہ کو نہایت النہایت (یعنے آخر کے آخر) میں بھی حاصل نہیں ہوتا وہ وحشی جو حضرت حمزہ علیہ السلام کا قاتل تھا اپنی شروع اسلام میں حضرت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے ایک بار مشرف ہوا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے جو خیر التابعین افضل ہے وحشی کو جو اول صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاصل ہوا وہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو انتہا میں میسر نہوا اسلئے اصحاب کرام رضی اللہ عنہ کا قرن (زمانہ) خیر قرون (یعنے سب زمانوں سے اچھا) ہے اور حضرات نقشبندیہ کا یہ سلسلہ سلسلۃ الذہب (یعنے سونے کی زنجیر) ہے اور تمام طریقوں پر اس طریقہ عالیہ کو اسلئے فوقیت (یعنے اوپر ہونا) ہے کہ یہ طریقہ انعکاسی ہے اور اسکا مدار محبت پر منحصر ہے جیسے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے قرن (زمانہ) کو دوسرے قرنوں (یعنے زمانوں) پر فوقیت ہے جس جماعت کو اللہ تعالےٰ آغاز سے ہی اپنے کمال فضل و کرم سے انجام کا شرف بخشیگا اون کے کمال کی حقیقت پر اونکی اوروں کو اطلاع ہوگی کہ اون کی نہایت دوسروں کی نہایت سے اوپر ہوگی۔ انتہیٰ مکتوب ۶۶ جلد پہلی۔

اس مکتوب شریف سے اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی خصوصیت اور خوبیاں ظاہر ہیں کہ اس طریقہ عالیہ کے بزرگ اپنے مریدوں کو شروع ہی میں آخر کی دولت سے مشرف فرما دیتے ہیں جس سے مراد جذب کی دولت ہے اور یہ دولت جذب وہ دولت ہے جس کو اس طریقہ عالیہ کے

بزرگوار اس طرح فرماتے ہیں۔

جذبۃ من جذبات الحق توازی عمل الثقلین

یعنے اللہ تعالےٰ کی جذبوں سے ایک گھڑی کا جذب دونوں جہان کے عملوں سے بہتر اور اچھا ہے

سوال۔ اللہ کے طالب اور طالبہ کو جذب کی کیفیت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

جواب۔ اللہ کے ذکر جو پیارے پیر کا بتایا ہوا ہو اُس سے اور پیارے پیر کے حلقہ و توجہ سے اور اُس کی خدمت میں حاضر رہنے سے۔ اور اصل میں تو جذب کا سارا مدار پیارے پیر کی پیاری اور سچی محبت ہونے پر ہے اور یہی وہ سچی محبت ہے کہ مرید صادق یعنے سچے مرید اور مریدنی کے دل میں جذب حقیقی کی آگ لگا دیتی ہے منزل مقصود اور فنا فی الشیخ کے مرتبہ کو پہونچا دیتی ہے اور اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں جس مرید اور مریدنی میں پیارے پیر کی سچی اور فنا ہو جانے والی محبت نہیں اوسکو اس طریقہ سے کچھ حاصل نہیں ہے۔

سوال۔ کیا بزرگان کامل بھی اپنے صادق اور سچے مریدوں سے محبت رکھتے ہیں؟

جواب۔ ہاں اس طریقہ عالیہ میں پیران کامل بھی اپنی سچی محبت و عشق سے ہی اللہ کے طالبوں اور طریقت کے سالکوں (یعنے اس راہ کے رستہ چلنے والے) کی تربیت اور تعلیم کرتے ہیں اور سچی محبت کے ذریعہ مرید صادق سچے اور مریدنی سچی حق کی طالبہ کے باطن میں نسبت کا القا فرماتے ہیں اور اس سچی محبت باطنی کا پہلا سبق طرح طرح کے ناز انداز سے مرید کی استعداد باطن کے حسب حال پڑھاتے ہیں اور جذب حقیقی کو اپنی توجہ خاص سے اوس کے دل میں بڑھاتے ہیں جس قدر یہ سچی محبت مرید صادق سچے کے دل میں زیادہ ہوتی جاتی ہے اوسی قدر محبت حقیقی اور محمدی تجلی کا فیض پیارے پیر کے باطن سے سچے مرید کے باطن میں پہونچتا رہتا ہے اور سچے مرید کے باطن کو وہ محمدی تجلی کا فیض اور نور جو پیارے پیر کی سچی محبت سے حاصل ہوا ہے روشن کرتا رہتا ہے اور سلوک کی ساری منزلیں اسی سچی محبت کی تجلی سے جو جذب حقیقی کو اپنے ساتھ لاتی ہے طے اور تمام ہوتی رہتی ہیں اور اسی توجہ خاص اور سچی محبت کی وجہ سے کہ پیران کامل اپنے سچے اور صادق مرید کے دل میں نسبت کا القا فرماتے ہیں یہ طریقہ عالیہ سب طریقوں پر خصوصیت یعنی خاص ہونا رکھتا ہے۔

اسکو ایک مکتوب میں حضرت مجدد صاحب رضی اللہ عنہ اس طرح فرماتے ہیں۔

کہ اس طریقے میں طالب کی تسلیک پیر مقتدا اور کامل کے تصرف میں ہے بدون اوسکے تصرف

کرنے کے کام نہیں چلتا کیونکہ نہایت کا حال بدایت ہی میں طالب حق میں پہونچا دینا اسی پیر کامل کا کام ہے اور مٹنے بیچونی اور بیچگونی کا حاصل ہونا اوس کی توجہ شریف اور کمال تصرف کا نتیجہ ہے اور بیخودی کی کیفیت جو ایک چھپا ہوا راہ ہے اُس کا مبتدی کو حاصل ہونا مبتدی کے اختیار میں نہیں وہ کیفیت بھی پیر مقتدا کے توجہ خاص سے ملتی ہے اور دل کی توجہ جو چھ طرفوں سے منزہ ہے اوس کا حاصل ہونا طالب مبتدی کے حوصلے سے باہر ہے یہ بھی پیر مقتدی کی توجہ (محبت سچی) سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ انتہی۔ مکتوب ۲۲۱ جلد پہلی ؎

اس سے بھی اس طریقہ عالیہ کی خصوصیت ظاہر ہے اس طریقہ عالیہ میں پیر مقتدا اور کامل کے تصرف کے بدون کام نہیں چلتا اسلئے پیارے پیر کی سچی محبت کا رکھنا اور تصور کا رکھنا اس طریقہ عالیہ میں نہایت ہی ضروری ہے کہ سارا کھیل اس طریقہ عالیہ میں پیارے پیر کی عنایت اور تصرف پر ہی ہے جتنی محبت پیارے پیر کامل سے زیادہ ہوگی اتنی ہی مرید صادق کے دل میں نسبت کا القا زیادہ ہوگا ؎

پیاری بہنو! جو مرید اور مریدنیاں اپنے پیارے پیر کی سچی محبت میں ڈوبی ہوئی ہیں اون کے دل پر پیارے پیر کی مثالی نورانی صورت کی تجلی ہر وقت ہوتی رہتی ہے اور وہ پیاری نورانی تجلی ہر وقت اپنی طرح طرح کی جلوہ اندازی سے سچے مرید اور سچی مریدنی کے باطن میں فیض پہونچاتی رہتی ہے اور سلوک کے مقام کو جذب کر آسانی سے طے کراتی رہتی ہے جو مرید اور مریدنیاں ایسی سچی محبت اور سچے حال رکھتی ہیں اپنے پیارے پیر پہ قربان ہوتی ہیں اری جاتی ہیں پیارے پیر کے فرمان پر جان و دل سے عمل کرتی ہیں پیارے پیر کے نور میں ڈوب جاتی ہیں فنا ہو جاتی ہیں آپ کچھ نہیں رہتیں وہ سب کچھ باقی ہیں اور پیارے پیر کی عنایت اور توجہ خاص اون پہ دم بدم ہونے لگتی ہے اور اس عنایت خاص اور توجہ خاص سے محمدی تجلی کا جذبہ حقیقی آتا ہے اور دل کی گندگی اور میل کچیل کو دھوتا ہے پاک صاف کرتا ہے دل جو دنیا کے تفکرات میں اور تعلقات کی چھ طرفوں میں پھنسا ہوا ہوتا ہے وہ اس جذب حقیقی کی دولت سے اون چھ طرفوں سے منزہ لطیف الگ ہو جاتا ہے اس حال سے بھی اس طریقہ عالیہ کی خصوصیت ظاہر ہے کہ اس طریقہ عالیہ میں پیارے پیر کی سچی محبت سچا عشق ہونے سے دل تعلقات باطنی سے چھوٹ جاتا ہے یہ بات اور طریقوں میں بھی ہوتی ہے مگر اس طریقہ عالیہ کے بزرگواروں کی نسبت چونکہ انعکاسی ہے اسلئے مرید کو تکلف اور جبر سے دل کے تعلقات باطنی کو علیحدہ کرنے کی

ضرورت نہیں ہوتی۔ پیارے پیر کی سچی محبت اور سچے عشق ہی سے جو مرید صادق کے دل پر محمدی تجلی کا جذب حقیقی آتا ہے وہ شش جہت یعنے چھ طرفوں سے تعلقات باطنی کو از خود چھوڑا دیتا ہے اور اس طرح تعلقات باطنی کے چھوڑنے سے مرید صادق تعلقات ظاہری کو بخوبی سرانجام دیتا رہتا ہے اور حق العباد سے محروم نہیں رہتا۔ اگر تکلف اور جبر سے تعلقات باطنی کو چھوڑا جائے تو دو حال سے خالی نہیں ہوتا یا تو تعلقات باطنی کے ساتھ ہی تعلقات ظاہری کو بھی چھوڑنا پڑتا ہے جس سے حقوق العباد سے محروم رہجاتا ہے جب تک تعلقات ظاہری کو نہ چھوڑا جائے تعلقات باطنی سے علیحدہ نہیں ہو سکتے؛

اور یا تعلقات ظاہری میں رہکر تعلقات باطنی کو دل کے جبر اور تکلف سے چھوڑا جائے تو سالہا سال میں کبھی یہ دولت بے تعلقی باطنی کی حاصل ہوتی ہے اور اس طریقہ عالیہ میں پیارے پیر کی ایک نظر عنایت اور توجہ خاص ہی اس دولت سے مشرف کر دیتی ہے؛

(باقی آئندہ)

درس مسلم

(از جناب منشی محمد بخش صاحب مُسلم منشی فاضل لاہور)

طلبِ کفر نہ کر عاشقِ قرآں ہو جا
خادمِ سنتِ مخدومِ رسولاں ہو جا

وقف ہر تارِ نفس بہرِ شریعت کر دے
عمل و قول میں صدیق رضہ سا انساں ہو جا

اپنا کعبہ تجھے سونپینگے بلا کر خود ہی
مثلِ فاروق رضہ مگر صاحبِ ایماں ہو جا

جنسِ ایمان زر و جاں کے عوض ہے ملتی
نرخ کا فکر نہ کر عاشقِ عثماں رضہ ہو جا

فقر و فاقہ میں جواں مردیِ اسلام دکھا
اے جوانمرد غلامِ شہِ مرداں ہو جا

بالخصوص آج ہے تقلیدِ حسن رضہ کی حاجت
باہمی جنگ نہ کر صلح کا خواہاں ہو جا

ذوق رکھتا ہے شہادت کا اگر مثلِ حسین رضہ
درِ جلاد پہ خود جا کے غزلخواں ہو جا

اللہ والوں کی خدا کے لئے تحقیر نہ کر
عالم دین ہے گر پیروِ نعماں رضہ ہو جا

حکم خالق سے جلا سکتا ہے قوم مردہ
تو حقیقت میں مریدِ شہِ جیلاں رضہ ہو جا

کر "اولی الامر" کی تو زمرۂ "منکم" میں تلاش
حکم قرآن ہے یہ خادمِ سلطاں ہو جا

قید بے جرم سے ملتی ہے حکومت ای عزیز
تاڑ اس نقطے کو اور یوسفِ کنعاں ہو جا

نوشدارو کا ہے محتاج مریضِ اسلام
زندگی اس کی ہے درکار تو درماں ہو جا

نام رکھا ہے براہیم نے تیرا مُسلم
کیا بڑی بات ہے اے یار مسلماں ہو جا

انسداد فتنہ ارتداد

میں اعلیحضرت محدث علیپوری مدظلہ العالی کی کامیاب کوشش

ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ و حفاظت حضرات صوفیائے کرام کا موروثی مشن ہے۔ انہی حضرات نے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ انہی کے مساعی جمیلہ سے ہندوستان کے طول وعرض میں اسلام پھیلا، اور یہی اسلام کی تبلیغ و حفاظت کے ضامن ہیں، اعلیحضرت حامی دین وملت ماحی کفر وضلالت قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مولانا مولوی حافظ حاجی پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری مدظلہم الاقدس کی ذات بابرکات حضرات صوفیائے سلف کی زندہ یادگار اور ہمارے دعوی کی غیر متزلزل دلیل ہے:

اعلیحضرت آج سے نہیں مدت مدید سے اسلام کی تبلیغ و حفاظت کا ایک خاص شغف رکھتے ہیں، اطراف ملک میں چل پھر کر گم گشتگان بادیۂ ضلالت کو ہدایت کا رستہ بتانا اور معبود برحق کے دروازہ سے بھٹکے ہوؤں کو اسکے در تک پہنچانا اعلیحضرت کا اہم ترین مقصد حیات ہے۔ جن محروم الایمان ہستیوں کو اعلیحضرت نے اپنی زبانی رشد و ہدایت اور روحانی فیض و برکت اور دولت ایمان سے مالامال فرمایا ان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ اسلام کی تبلیغ و حفاظت کے اسی دیرینہ شغف و انہماک کا نتیجہ تھا کہ جب ہندوستان میں فتنۂ ارتداد برپا ہوا تو اعلیحضرت اس سے بالخصوص متاثر ہوئے اور اعلیحضرت کے قلب صافی میں انسداد فتنۂ ارتداد کی ایک خاص تڑپ پیدا ہوئی۔ فتنہ ارتداد اور انسداد فتنۂ ارتداد کے متعلق اعلیحضرت کے جو جذبات و احساسات ہیں انکا اظہار اعلیحضرت کی اس تقریر سے ہوتا ہے جو فتنۂ ارتداد کے ابتدائی زمانہ میں اپریل ۱۹۲۳ء میں بمقام علی پور شریف فرمائی تھی۔ اعلیحضرت نے فرمایا تھا کہ "یہ ایسا نازک موقع ہے کہ اس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہ ملیگی۔ اسلام کی دنیاوی وجاہت کو نہیں تاکا جاتا بلکہ سرے سے اسلام کی ہستی پر زد لگائی جاتی ہے، کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جسکا دل اس صدمہ سے متاثر نہو، بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حکم ہے کہ اپنے مردے بھی اغیار کے ہاتھ میں نہ جانے دو اور یہاں یہ حالت کہ ہمارے زندوں کو اغیار لئے جاویں، اور ہم دیکھا کریں۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس وقت حمیت تو یہ ہے کہ جب تک اس فتنہ کا انسداد نہو ہر مسلمان اپنے اوپر خواب و خور حرام سمجھے اور دامے درمے قلمے قدمے الغرض ہر ذریعہ سے جو خدمت اسلام اس سے ممکن ہو اس سے دریغ نکرے۔ اور جب تک یہ فتنہ فرو نہو اپنی سعی کو مسلسل جاری رکھے۔" یہ الفاظ نہیں ہیں یہ اس آگ کی چنگاریاں ہیں جو اعلیحضرت کے قلب پاک میں اسلام کی تبلیغ و حفاظت کیلئے موجود رہتی ہے۔ ان ارشادات کو کم و بیش ڈیڑھ برس گذر چکے لیکن جب تک فتنۂ ارتداد کی تاریکی اسلام کے فضا کو سیاہ کئے ہوئے ہے ضرورت ہے کہ ہر مسلمان ان چنگاریوں کو چراغ راہ عمل بنائے۔ اعلیحضرت نے اپنے مریدوں و معتقدوں کو دعوت عمل دیتے ہوئے خود اپنی ذات والاصفات کی نسبت فرمایا کہ "میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ اس اہم مقصد کی خاطر سیکڑوں مبلّغ میدان ارتداد میں بھیجونگا اور خود بھی موقع پر پہنچکر حصہ لونگا اور جب تک برگشتگان دین متین کو حلقہ اسلام میں واپس نہ لے آؤں چین سے نہ بیٹھوں گا۔ سردست میں ایکہزار روپیہ نقد دیتا ہوں اور ایک سو روپیہ ماہوار اس کار خیر میں دیتا رہونگا" یہ الفاظ نہ تھے' انسداد ارتداد کے جذبات صادقہ کی عریاں تصویر تھی۔ اعلیحضرت نے اپنے تمام ذرائع و وسائل کو انسداد ارتداد کے لئے وقف فرمادیا' اعلیحضرت بنفس نفیس' اعلیحضرت کا مقدس خاندان' اعلیحضرت کے ممتاز مریدین و معتقدین بلحیث اس اہم فرض کی ادائگی میں مصروف و منہمک ہوگئے۔ اعلیحضرت کا پہلا وفد ۲ مئی ۱۹۲۳ء میں میدان ارتداد میں پہونچا جس کو پہنچانے کے لئے اعلیحضرت بنفس نفیس تشریف لیگئے اور دہلی تک حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی حافظ سید محمد حسین مدظلہ' ساتھ گئے۔ اسوقت سے لیکر آجتک علی پور شریف کے روحانی شہنشاہ کے غازیوں کی روانگی کا تانتا لگا ہوا ہے۔

کہاں ارتدادی فوجیں حملہ آور ہوئیں اور مجاہدین علی پور نے ان کا ترکی بہ ترکی جواب دیکر ان کو کیفر کردار تک نہیں پہنچا دیا؟ کہاں ارتداد کا علم بلند ہوا علیپوری غازیوں نے اس کی دھجیاں نہیں اڑادیں؟ کہاں ارتداد نے سر اُٹھایا اور بہادران علی پور نے اس کا سر نہیں کچل دیا؟ کہاں اسلام نے المدد کی صدا بلند کی اور علی پور کے جانباز سر بکف لبیک کہتے ہوئے نہیں پہنچگئے؟ آگرہ، علیگڈھ، متھرا' ایٹہ' فرخ آباد' گوڑگانوہ' بلند شہر' ان کے علاوہ' پونچھ' جموں' سرینگر' بڑودہ' ان کے بھی سوا اور جہاں جہاں تم کو فتنۂ ارتداد کا سراغ ملے وہاں جاکر دیکھو ہر جگہ تم کو علی پور کے شہنشاہِ روحانیت کے روحانی غازی علمبرداران ارتداد سے مصروف پیکار نظر آئینگے' اور ہر میدان میں تم ارتدادی سانڈوں کو علیپوری شیروں کے مقابلہ میں دُم دبائے

دائیں بائیں بھاگتے دیکھو گے۔ ہر جگہ تم کو بزرگ علیپوری کا فیض جاری نظر آئیگا جن مقامات کے ہفتاد سالہ بوڑھے باوجود مسلمان کہلانے کے کلمہ طیبہ تک نہ جانتے تھے وہاں دس دس برس کے بچے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے ہیں، جہاں پشتیں گذر گئیں مرد تعلیم کے نام سے ناآشنا تھے وہاں لڑکے علیحدہ تعلیم پا رہے ہیں اور لڑکیاں علیحدہ پڑھائی جا رہی ہیں، جہاں کے باشندے اللہ اکبر کی صدا سے وحشت کرتے تھے وہاں پنجوقتہ اذان ہوتی ہے، جن مقامات کی طرف صدیوں سے کسی عالم اور بزرگ نے نظر اُٹھا کر دیکھا بھی نہ وہ علمبرداران شریعت و طریقت کا مسکن بنے ہوئے ہیں، غرض میدان ارتداد میں جس طرف نکل جاؤ گے علی پور کے چراغ ہدایت کے جلوے تمکو نظر آئینگے ؂

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں   ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

خاکسار راقم کی ناقص معلومات کے مطابق اب تک اعلیحضرت علی پوری مدظلہم الاقدس کم و بیش بیس وفود مختلف اطراف میں بھیجے جا چکے ہیں اور ہر وقت اعلیحضرت انسداد فتنۂ ارتداد کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں اور جہاں سے ارتداد کی صدا بلند ہوتی ہے اعلیحضرت وہاں ایک وفد روانہ فرما دیتے ہیں، جیسا کہ اعلیحضرت مئی ۱۹۲۳ء کی ابتدائی تقریر میں ارشاد فرما چکے ہیں ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ جب تک اسلام کے تمام بچھڑے ہوئے فرزند پھر اس کی آغوش میں واپس آجائینگے اعلیحضرت ہرگز چین نہ لینگے۔ اعلیحضرت اپریل ۱۹۲۴ء میں اس علی پور میں دوبارہ فرما چکے ہیں کہ "ہم اپنے خالق و مالک پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کے خزانہ غیب سے سال رواں میں ہماری ایک سو سے زائد ارکین کی کفالت ہوتی رہی اور انشاء اللہ تعالےٰ اسی طرح یہ کام جاری رہیگا" اس تقریر کو بھی چھ مہینے ہو چکے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اعلیحضرت بدستور سرگرم جدوجہد ہیں اور متواتر و مسلسل وفود روانہ فرماتے چلے جا رہے ہیں جس سے امید ہے کہ خدا نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جب اعلیحضرت کی سرکردگی میں انسداد فتنۂ ارتداد کی مہم کامیابی و ظفرمندی کا پھریرا اُڑا دے اور علمبرداران ارتداد ناکامی و خسران کا داغ لئے ہوئے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں، آخر میں خداوند تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس بات کی توفیق دے کہ وہ تماشا دیکھنے کے بجائے اپنی جان و مال کی حقیر متاع لئے ہوئے اعلیحضرت کے علم کے نیچے جمع ہو جائیں۔ آمین

امام الدین راقم نگری

آفتاب اسلام کی ضیا باریاں

حضرت قبلۂ عالم محدّث علی پوری کی مساعی جمیلہ

ایک لاکھ پچاس ہزار ہندوؤں کا قبول اسلام

یہ امر مسلمہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جس قدر صوفیائے عظام و علمائے کرام نے اسلام کی خدمت کی ہے وہ کسی دوسرے نے نہیں کی۔ یہ انہیں حضرات کا صدقہ ہے کہ اسلام میں روز بروز ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اور اسلام آفتاب کی طرح چمکتا رہا ہے۔

فی زمانہ اعلیحضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر سید حافظ محمد جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوری مدظلہ العالی نے جس قدر اسلام کی خدمت کی ہے اس کی نظیر ملنی محال ہے آپ ہمیشہ سردی گرمی ہر موسم میں دور و دراز ملکوں کا دن رات سفر کر کے تبلیغ اسلام کے فرض کو ادا فرماتے رہے ہیں۔ چنانچہ آج تک فتنۂ ارتداد کے مختلف علاقوں میں اور اپنے علاقہ میں حضرت ممدوح الشان کے دست حق پرست پر یا آپ کے خدام کے ہاتھ پر جتنے غیر مسلم کفر و شرک کی نجاست کو چھوڑ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں اُن کی مکمل و مفصل تعداد کا بیان کرنا ایک امر مشکل ہے کیونکہ ہر ملک میں حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب کے خدام اسی کام میں مصروف ہیں۔ مگر گذشتہ مہینوں کی کسی اشاعت میں جو اخبار ملاپ لاہور نے لکھا تھا کہ حضرت شاہ صاحب محدّث علی پوری نے پچیس ہزار ہندوؤں کو مسلمان بنالیا ہے اس کی صحت کا تو ہم کو علم نہیں لیکن ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ ملاپ کی تحریر کو سچا کرے۔ اور ہم پچیس ہزار کے بجائے پچیس لاکھ غیر مسلموں کو اس حال میں دیکھیں کہ حضرت قبلہ عالم مدظلہ کی برکت سے مشرف با اسلام ہو گئے ہیں۔ تو ہم اس کے شکرانہ میں مولا کی بارگاہ میں سربسجود ہوں۔ ہم یہ بات وثوق اور دعویٰ سے لکھ سکتے ہیں کہ گذشتہ چند سالوں میں اتنے غیر مسلم مسلمان نہیں ہوئے تھے جتنے اس سال حلقہ اسلام خیر انجام میں داخل ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست

مگر اس بات پر ہم سب مسلمانوں کو پنڈت شردھانند کا مشکور ہونا چاہیے کہ یہ سب اسی کی تحریک کا نتیجہ ہے۔ کہ اُسنے خفتہ مسلمانوں کو بیدار کر دیا۔ جو بالکل خواب خرگوش میں

مست سوئے ہوئے تھے۔ چنانچہ جس سرگرمی وجاں نثاری وجاں بازی سے حضرت قبلہ عالم شاہ صاحب مدظلہٗ اس کار خیر میں حصہ لے رہے ہیں اگر سات کروڑ مسلمانوں میں سے ایک دو اور بزرگ بھی اس جاں نثاری سے سرتوڑ کوشش کریں تو یقین کامل ہے کہ تھوڑے عرصہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی مردم شماری کی تعداد میں لاکھوں کا اضافہ ہوجائے۔ اللھم زد فزد ثم زد۔

چنانچہ حضرت قبلہ عالم ممدوح الشان علی پور شریف میں بھی بیٹھے ہوئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ اب بھی دن رات اسی دُھن میں لگے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ ایک دو ہفتہ کی مدت میں ایک کم پچاس غیر مسلم اشخاص کا برضا و رغبت اور بلا جبر و اکراہ محض اسلام کی حقانیت کو سچا سمجھ کر حضرت قبلہ عالم ممدوح الشان کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان سب کو استقامت نصیب فرمائے اور ان سب کا حشر قیامت کے دن زیر لواء محمدؐ وغلامان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو۔ آمین ثم آمین۔

نعت

از جناب چودہری ذکاء اللہ صاحب بسمل ایم۔ اے جائنٹ ایڈیٹر "شباب اردو" لاہور

بھٹکے ہوؤں کو راہ لگایا تو نے
محبوب نظر ہوا تھا محبوبِ نظر
اور چاہِ ضلالت سے بچایا تو نے
اس کے رُخِ انور کو دکھایا تو نے

مجبوری حیرت کو دیا درس عمل
انسان کی فطرت کو اگر ہے پایا
مہتاب کو گرم رو بنایا تو نے
اے جانِ فراست تو ہے پایا تو نے

پایانہ جسے فلاسفر نے اب تک
ہمدرد یٔ خلقت بھی ہے اک فوز عظیم
وہ راز اشاروں میں بتایا تو نے
انسان کو یہ سبق پڑھایا تو نے

اخلاق کی تصویر مجسم بن کر
معراج کی شب عرش بریں پہ جا کر
منظورِ خدا خُلق سکھایا تو نے
انسان کے رتبے کو بڑھایا تو نے

تسکین دل آسائش اندام کا جام
علم اور فن کی حمایت کر کے
تشنہ لب خلقت کو پلایا تو نے
نو بادۂ معنی کو بچایا تو نے

اس دہر میں کیا نہ کیا حسن عمل
یہ بزم جہاں تو رہی ایک طرف
انسان کو انسان بنایا تو نے
آئندہ کا بیڑا بھی اٹھایا تو نے

محشر کو شفاعت کا عطا ہوا انعام
بسمل بھی ہے اک تیرے غلاموں کا غلام

حضرت امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگ جن کا نام نامی واسم گرامی زیب عنوان ہے۔ اس سے مستغنی ہیں کہ ہم ان کی ذات بابرکات کو ناظرین جماعت سے انٹروڈیوس کرائیں مگر اس میں شک نہیں کہ بلحاظ آپ کے تبحّرِ علمی تفقہ فی الدین اور اُن اسلامی خدمات کے جنہوں نے آپ کی شخصیت کا گہرا نقش ہر ایک مسلمان کے دل پر کیا ہوا ہے آپ کی سوانح پڑھنے کا شوق ہر ایک شخص کو دامنگیر ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ کی زندگی ایک سچے مسلمان کے لئے موجب رُشد و ہدایت ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہم آج اس اسلامی ہیرو کا مختصر حال ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں :-

خاندان آپ ثابت کے بیٹے زوطی بن مرزبان کے پوتے ہیں۔ زوطی شوق اسلام میں اپنا اصلی وطن فارس چھوڑ کر کوفہ دارالخلافہ علی علیہ السلام میں سکونت پذیر ہوئے اور ان کا اسلامی نام نعمان مشہور ہوا۔ جب نعمان کو خدا نے فرزند عطا کیا تو اس کا نام ثابت رکھا گیا جس کو نعمان ازراہِ ارادت حضرت علی علیہ السّلام کے پاس لائے۔ اور حضرت خلیفہ نے اس مولود مسعود اور اس کی اولاد کے لئے دعائے خیر و برکت کی۔

پیدائش ثابت کوفے میں جوان ہوئے اور تجارتی کاروبار کرتے تھے کہ چالیس برس کی عمر ۸۰ھ میں خدا نے ان کو لڑکا عطا کیا۔ جس کا نام دادے کے اسلامی نام پر حسب رواج اہل عرب نعمان رکھا گیا اور جو دنیائے اسلام میں آفتاب بن کر چمکا اور امام اعظمؒ کا عظیم الشان لفظ آپ کی عظیم الشان شخصیت کے لئے بمنزلہ علم کے استعمال کیا گیا اور دین حنیف کی خدمت کے سبب آپ ابو حنیفہ کی پاک کنیت سے پکنے اور معروف ہوئے۔

بچپن بچپن میں معمولی طور پر پڑھنا لکھنا اور قرآن کریم کے سوا اور کوئی کام نہیں سیکھا۔ اس عدم رغبت علم کا سبب سلطنت کی وہ پالیسی تھی جو ہر وقت اہل علم کی روح کے لئے بمنزلہ سوہان تھی یعنی حجاج جیسا سفاک و بے رحم شخص اہل علم مقتدائے زمانہ کا سخت دشمن تھا اور اسی لئے لوگوں کو علم سے گونہ بے رغبتی اور تنفر تھا۔ امام نے جوان

پیشہ ہو کر اپنے کارخانہ خزبانی کو وسیع پیمانہ پر جاری کیا۔ اور بڑی قابلیت سے اس کو رونق دی۔ مگر ایک زمانہ نے دوسرا ورق اُلٹا اور سنہ ۹۹ھ ہجری میں عمر بن عبدالعزیز رضا خیر مجسم

تحصیلِ علم علم دوست اور نیک دل بادشاہ تختِ خلافت پر متمکن ہوا جس کے عہد میں دنیا کی کلفت راحت سے بدل گئی۔ اس نے علم کے دروازے کھول دیئے چاروں طرف اہل علم کی قدر ہونے لگی۔ وہ سابقہ نفرت علم مبدل بہ رغبت ہوگئی اور تمام درسگاہوں میں جو بے رونق ہو رہی تھیں طلاب جوق در جوق داخل ہونے لگے۔ ایسے وقت میں ایسے جوہر قابل کو علم کی طرف رغبت کیونکر نہ ہوتی چنانچہ آپ ایک روز کسی اپنے تجارتی کام کو جارہے تھے کہ امام شعبی محدّث کوفہ کی اس جوان پر نظر پڑی اور بلا کر پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ نعمان نے کہا کہ فلاں سوداگر کے پاس جاتا ہوں۔ امام شعبی نے فرمایا کہ میرا مطلب یہ ہے کہ تعلیم کہاں پاتے ہو؟ نعمان نے کہا کہ کہیں نہیں۔ امام نے فرمایا کہ علما کی صحبت میں جایا کرو۔ نعمان بن ثابت کے دل میں یہ بات اثر کر گئی اور اسی وقت سے علمی مشاغل میں مصروف ہو گئے۔

علمِ کلام کی تحصیل یہ وقت تھا کہ اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہو گیا تھا اور شام و فارس کے تبادلۂ خیالات اور فلسفۂ قدیم کے تداول سے باریک در باریک بحثیں صفات باری مبداء و معاد وغیرہ میں شروع ہو گئی تھیں امام نے تھوڑے ہی دنوں میں علما کی فیض صحبت اور تحصیل علم دین سے معتد بہ حصہ حاصل کر کے علم کلام میں خوب مہارت پیدا کی۔ اور ان مباحث میں اپنے ہمعصر لوگوں سے گوئے سبقت لے گئے۔ بصرہ میں جہاں مختلف فرقوں کے لوگ آباد تھے ان کو تجارتی کاروبار کے لئے جانا پڑتا اور خوب دل کھول کر مباحثے کرنے کا اتفاق ہوتا۔ ذہن کی رسائی اور خدا داد جودت سے آپ معرکۃ الآرا مباحثوں میں کامیاب ہوئے اور آخر ایسا سکہ بٹھایا کہ بڑے بڑے اہل علم ان سے بحث کرنے سے ہچکچاتے اور حتی الوسع طرح دے جاتے۔

تحصیلِ فقہ یکایک آپ کو علم کلام سے سیری سی ہوگئی طبیعت نے دوسری طرف پلٹا کھایا اور تحصیل علم فقہ کا شوق چمک اٹھا۔ امام حماد کے درس میں داخل ہوئے جو کوفہ کے ایک بڑے محدث حضرت انس کے شاگرد اور فقیہ تھے۔ امام حماد کی دور بین نظر اُن کی ذہانت اور حافظہ کو تاڑ گئی اور اول صف طلبا میں بیٹھنے کی اجازت دی۔ آپ نے پورے دس برس تک اس بزرگ فقیہ اور محدث کے سایۂ عاطفت کے نیچے پرورش پائی۔ اور فقہ و حدیث کے چمنستان میں مختلف پھولوں کی خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو تازہ اور معطر کیا۔

حدیث کی تحصیل اگرچہ علم حدیث فقہ کا جزو لاینفک ہے اور امام پورے ایک قرن

تک ایک عالی شان محدث اور فقیہ بزرگ سے حدیث کی بھی روایت سنتے رہے۔ مگر تاہم علم حدیث ابھی تک مدون نہیں ہوا تھا اس واسطے ایک ہی استاد اس فن کے لئے کافی نہیں ہو سکتا تھا بالآخر امام رح کو ایسے لوگوں کی خدمت میں جانا پڑا جو علم حدیث کے ماہر تھے۔ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کرتے اور ان کی فیض صحبت کے تربیت یافتہ تھے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے اول اول اپنا شہر کوفہ ہی منتخب کیا اور امام شعبی سلمہ بن کہیل۔ ابو اسحٰق سبیعی۔ ابو المغیرہ سماک۔ محارب۔ ہشام۔ اعمش وغیرہ محدثین کوفہ سے یکے بعد دیگرے علم حدیث کی تحصیل کی۔ پھر بصرہ میں قتادہ اور شعبہ سے اور پھر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پہنچ کر اس پاک علم کی سند حاصل کی۔ اس پر بھی آپ کی پیاس نہ بجھی اور ہر موسم حج میں حج کے شرف کے علاوہ شام و یمن کے محدثین سے بھی فیض صحبت حاصل کرتے؛

درس

اپنے استاد حماد کے انتقال کے بعد آپ نے درسگاہ کھولی اور ہزاروں لوگ حلقہ درس میں شامل ہوئے۔ علمی کمال اور فطانت نے ملکوں کے ملک گرویدہ اور حلقہ بگوش کر دئے۔ اور قال ابو حنیفہ۔ قال نعمان بن ثابت کی آواز سے دنیا گونج اٹھی۔ ایسے چشمہ فیض کے ہوتے ہوئے بھلا پھر سلطانی عہدہ داروں سے کون فتوے پوچھتا یہی مرجع انام ہو گئے یہاں تک کہ سلطانی قاضی نے فتوے کی غلطیاں نکلنے پر خلیفہ سے شکایت کی اور فتویٰ دینے سے حکماً روک دئے گئے۔ مگر آخرش تابکے خود سلطنت ان سے فتویٰ لینے پر مجبور ہوئی اور وہ پہلا حکم منسوخ ہوا۔ اور عام فتوے کی اجازت ہو گئی؛

تدوین فقہ

استفتا کی کثرت سے امام رح کو خیال پیدا ہوا کہ کیا اچھا ہو کر رفع تکلیف لوگوں کے واسطے کوئی ایسا مجموعہ فقہ تیار ہو جائے کہ جس سے لوگ اپنے ضروری مسائل کو خود ہی دیکھ لیا کریں۔ اور علما کے پاس کسی اہم صورت میں ہی جانا پڑے۔ مگر چونکہ یہ بڑی ذمہ داری کا کام تھا اس واسطے امام رح نے اپنی معلومات پر زیادہ بھروسہ نہ کیا اور اپنے شاگردوں میں سے جو لوگ اس کام کے تھے اور لیاقت میں ممتاز تھے ان سے ایک مجلس مرتب کی جس میں خود بھی شامل ہوتے اور مجلس میں ایک مسئلہ (سوال) پیش ہوتا اور ہر ایک قرآن حدیث۔ آثار صحابہ۔ محاورات عرب کو مد نظر رکھ کر جواب دیتا۔ اگر سب کا ایک ہی جواب ہوتا تو وہ طے شدہ سوال سمجھ کر لکھ لیا جاتا۔ اور مختلف جواب ہونے کی صورت میں نہایت متانت اور تہذیب سے بحث شروع ہو کر انجام کار ہر ایک کی رائے کا لحاظ رکھ کر امام رح فیصلہ دیتے

اگر فیصلہ پر لوگ اتفاق کرتے تو وہ بھی فیصل شدہ سوال سمجھا جاتا۔ پھر بھی اگر آپ سے کسی کو اختلاف ہوتا اور اپنی دلیل پر اڑے رہتے تو اس مسئلہ کے بعد امام کا مذہب لکھ کر دوسرے کا اختلاف بیان کر دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم حنفی فقہی کتابوں میں قال محمد ھکذا و ابو یوسف ھکذا لکھا پاتے ہیں۔

قبولیت عام فقہ حنفی

آپ کی یہ دینی خدمت ایسی مقبول خدا ہوئی کہ اس کٹھالی (مجلس) سے جو مسئلہ طے ہو کر نکلتا مختلف دیار و امصار اسلامی میں شائع ہو جاتا۔ اور یہ امام علیہ الرحمۃ کا مجاہدہ ایسا خدا کو منظور ہوا۔ کہ ہر جگہ اس کا ورود آمد موجب سعادت سمجھا گیا اور خود سلاطین وقت نے اس کا خیر مقدم کیا۔ اور کل ممالک اسلامی میں اسی فقہ کا چرچا پھیل گیا۔ افریقہ کے ریگستان کے علاوہ ہر ایک ملک میں فقہ حنفی نے رواج پایا اور لائق شاگردوں کے بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہونے سے حنفی فقہ اور بھی عالمگیر مذہب کے رنگ میں رنگین ہو گئی۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

خصوصیت فقہ حنفی

اگرچہ ہم اس مختصر مضمون میں آپ کی فقہ اور دوسرے فقہا کی فقہ پر کوئی ریویو کرنا نہیں چاہتے۔ مگر یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ امام رح اپنی فقہ میں نص قرآنی حدیث و آثار عقل اور عام اصول تمدن کی بہت ہی رعایت کرتے حتیٰ کہ اب بھی ہم بعض حنفی فقہی کتابوں میں لعموم البلوے کا لفظ قرآن و حدیث آثار کی مراعات کے بعد بمنزلہ ایک مسئلہ دلیل کے موجود پاتے ہیں۔ امام رح نے جو اصول فقہ قائم کئے وہ ایسے پختہ اور مضبوط تھے کہ عملاً وہ آج تک متروک نہ ہو سکے۔ روایت میں شدت سے کام لیتے درایت کو بھی اس کے ساتھ ساتھ دیکھتے۔ اسی وجہ سے ان کو اہل الرائے کا خطاب بھی دیا گیا۔ قدرتی طور پر طبیعت مقنن واقع ہوئی تھی۔ آثار و حدیث کے ہوتے ہوئے قیاس سے کبھی کام نہ لیتے۔

آپ کی وفات

آپ کے عہد میں ہی خلافت عباسیہ قائم ہو چکی تھی اور کوفے سے دار الخلافہ بدل کر بغداد میں مقرر ہو گیا تھا۔ آپ کا مرجع انام ہونا اور اس پر دربار سے استغنا یہ ایسے امور تھے کہ بلا کسی تحریک کے ایک ایسی سلطنت کو جس کی ابھی ابھی بنیاد قائم ہوئی تھی اور مزید براں ملک میں آئے دن کے فساد سادات کا سلطنت کے خلاف علم خلافت بلند کرنا کی طرف سے مطمئن نہیں رہنے دیتے تھے۔ چنانچہ خلیفہ منصور عباسی نے امام صاحب کو کوفے

اپنے دربار بغداد میں طلب کیا اگرچہ وہ امام رحؒ کی جان کا خواہاں تھا مگر کوئی بہانہ نہ ملا تو منصور نے ان سے کہا کہ آپ عہدۂ قضا قبول کریں جس کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے۔ مگر امام رحؒ نے اس نازک کام کا بار محض خوف خدا سے اٹھانا گوارا نہ کیا اور صاف کہدیا کہ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ منصور نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو تم اس کے ہر طرح سے اہل اور قابل ہو۔ امام رحؒ نے جواب دیا تو پھر جھوٹے کو قاضی کیوں کیا جاتا ہے۔ منصور بہت جھنجلایا اور قسم اٹھائی کہ میں آپ کو ہی قاضی مقرر کرونگا۔ خلیفہ کے بالمقابل امام رحؒ نے قسم اٹھائی کہ میں ہرگز قبول نہ کرونگا۔ ربیع۔ جو اس وقت حاضر تھا بولا۔ کہ ابو حنیفہ تم خلیفہ کے مقابل قسم کھاتے ہو امام رحؒ نے فرمایا کہ ہاں خلیفہ کو میری نسبت قسم کا کفارہ دینا آسان ہے۔

آخرش بادشاہ نے خفا ہو کر آپ کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ جہاں سے آخر کار آپکا جنازہ ہی نکلا۔

اس حالت میں بھی خلیفہ کبھی کبھی آپ کو بلاتا اور علمی بحث مباحثے کرتا نظربند ہونے کی حالت میں بھی جوق درجوق خلقت اُن کی خدمت میں حاضر ہوتی۔ اور حلقہ درس وتدریس میں بھی دُور کے طلباء اور طالب حق لوگ شامل ہوتے۔ اور شہر میں بھی کل طبقہ علماء نے آپ کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ خود منصور بھی قبولیت عام کو دیکھکر آپ کی شان کے خلاف کوئی بات نہ کرتا۔

جب اس تدبیر سے بھی امام رحؒ کی قبولیت اور اثر عام میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ بلکہ یوماً فیوماً اس میں ترقی ہوتی گئی تو بالآخر جب ۱۵۰ھ ہجری میں غدارانہ چال سے امام ابو حنیفہؒ جیسے بے نظیر مجتہد کو ہجری میں زہر دیا گیا۔ لکھا ہے جب امام رحؒ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو فوراً قبلہ رو ہو کر سجدہ میں گر پڑے اور اسی حالت میں مرغ روح پرواز کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام رحؒ کے انتقال کی خبر شہر میں ہوا کی طرح پھیل گئی۔ اور تمام شہر اُمنڈ آیا۔ قاضی شہر نے آپ کو غسل دیا اور عصر کے وقت خیزران کے مقبرہ واقع بغداد میں آپ پیوند زمین ہوئے جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد جو یکے بعد دیگرے پڑھتے تھے لاکھوں تک پہنچی۔ اور بیس روز تک لوگ قبر پر بھی جنازہ پڑھتے رہے۔

سیرۃ الفاروق میں آپ کا حلیہ یوں لکھا ہوا ہے کہ "آپ حسن سیرت کے ساتھ حسن

صورت سے بھی کافی و وافی حصہ رکھتے تھے۔ آپ کا قد میانہ خوش رو خوش لباس موزون اندام شیریں گفتار۔ آواز بلند اور صاف تھی۔

امام رح میں علاوہ فضیلت علمی و تبحر فقہی و قوت اجتہاد تمام صفات زہد۔ تقویٰ۔ ورع خشیۃ اللہ اخلاق حسنہ۔ عفو حلم۔ آزادی۔ بے نیازی۔ حق گوئی۔ دیانت۔ امانت۔ فیاضی۔ ہمدردی۔ احترام ضعیف۔ احترام جار۔ استقلال۔ رحم۔ عدل کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے؛

آپ بڑے دانشمند دقیقہ رس نکتہ شناس ذہین تھے ان تمام دینی خدمات پر تمام عمر بڑے وسیع پیمانے پر تجارت کی اور فائدے اُٹھائے اور راہِ خدا میں خرچ کیا؛

قصیدہ

(از جناب ملک عبدالعزیز صاحب سوداگر سیالکوٹ از سہارنپور)

بہ فراقِ تو بنالم بشنوز من فغاں ہا ... در سینہ ہست دردے مستغنی از بیاں ہا

ہر ساعتے کہ گذرد بے یاد تو نسانم ... مو ہا شدہ بہ کثرت بر جسم من زباں ہا

فصلِ بہار عشقت ما را بساخت مجنوں ... مرغانِ شوق کردہ در سینہ آشیاں ہا

تیرِ غم تو ما را جا کردہ در سویدا ... خوباں عبث نمایند از ابرواں کماں ہا

از جان و دل فدایت گردید یک جہانے ... آشفتہ تو دلہا وارفتہ تو جاں ہا

اے یوسفی کہ داری مسکن بمصر عرفاں ... در منزلِ تو دیدم صد گونہ کارواں ہا

بر جماعتِ علی شاہ ہمہ وقت چوں بنازم ... کز پرتوش یقیں ہا شدہ سر بسر گماں ہا

تو حبیبی و طبیبی ز درِ تو چوں روم چوں ... کہ عزیز راست ہر دم بہ پناہِ تو اماں ہا

تاریخ وصال

حضرت حاجی سید پیر صادق علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

(از نتیجۂ فکر جناب مولانا حافظ حاجی محمد خلیل الدین حسن صاحب حافظ وکیل و آنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت)

چل بسے ناگاہ شاہِ فقر و دیں صادق علی ... ایسے بھی اللہ والے ہوتے ہیں بندے کہیں

یوں کہا حافظ نے صوری و معنوی سالِ وصال ... پنجم شوال یکشنبہ۔ لطف رب العالمیں

۱۳۴۲ھ

جماعت

(از جناب مولانا مولوی ابو محمد صاحب)

بہت کم الفاظ ہوں گے جو لفظ "جماعت" کی طرح مسعود و مبارک ہوں، شرعی، عقلی، علمی، ادبی، تاریخی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، تجارتی، صنعتی، جس پہلو سے لفظ "جماعت" کو دیکھئے خیر و برکت سے مالا مال پائیگا۔

"جماعت" کا شرعی پہلو

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں جو شام میں واقع ہے خطبہ دیا جس کے شروع میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تم میں اس طرح کھڑا ہوں جس طرح ہم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اور فرمایا۔ اسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نقل فرمایا جس میں یہ الفاظ بھی تھے:۔

علیکم بالجماعة وایاکم والفرقة فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد من اراد بحبوحة الجنة فیلزم الجماعة

(ترمذی شریف)

"یعنے جماعت کو لازم پکڑو اور علیحدہ ہونے سے بچو اسلئے کہ اکیلے آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو آدمی ہوں تو ان سے بہت دُور رہتا ہے جو شخص وسط جنت چاہے تو جماعت کو لازم پکڑے۔"

اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے اس کے ساتھ شیطان لگ جاتا ہے اسلئے جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی ممانعت فرمائی اور جو شخص جنت کی خواہش رکھتا ہو اسکے لئے جماعت کو لازم قرار دیا۔

دوسری حدیث شریف میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالة وید اللہ علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار۔

(ترمذی شریف)

"یعنے۔ اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر نہ جمع کریگا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور جو شخص جماعت سے علیحدہ جا پڑا وہ (دوزخ کی) آگ میں گرا۔"

حضرت رسول کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے اپنی امت مرحومہ کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

تم کو تین باتوں سے پناہ دی ہے ان میں سے تیسری بات کی نسبت حضور فرماتے ہیں:۔
وان لا یجتمعوا علی الضلالۃ (مشکوٰۃ) "تم سب گراہی پر اتفاق نہ کرو گے"
مشکوٰۃ شریف میں صحیحین کی ایک حدیث شریف ہے جس میں ایک جملہ یہ ہے۔
تلزم جماعۃ المسلمین وامامھم۔ "یعنے جماعت مسلمین اور ان کے امام کو لازم گردانو"
ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "جماعت" میں کس قدر خیر و برکت اور امن و عافیت ہے' ان احادیث شریف کو ایک ساتھ ترتیب دیکر دیکھا جائے تو حسب ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:
(۱) جو شخص جماعت سے علیحدہ ہو جاتا ہے اسکے ساتھ شیطان لگ جاتا ہے۔
(۲) جسکو جنت کی خواہش ہو اسکے لئے جماعت کے ساتھ رہنا لازمی امر ہے۔
(۳) مسلمان گمراہی پر اجماع نہ کرینگے۔
(۴) جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست رحمت سایہ فگن ہے۔
(۵) جو شخص جماعت سے علیحدہ ہو گا وہ دوزخ میں جا گرے گا۔
ان تمام نتائج کا خلاصہ کیا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ "جماعت نجات ہے اور پراگندگی ہلاکت" جماعت کا ایک نمایاں شرعی پہلو یہ ہے کہ شرع کے ادلہ اربعہ میں سے ایک ہے۔ دیکھو ادلہ شرعیہ۔ قرآن۔ حدیث' اجماع' قیاس'۔

جماعت کا عقلی پہلو عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا" پھر شریعت کی کوئی تعلیم عقل و حکمت سے خالی ہو سکتی ہے' جس کا منبع وہ ذات پاک ہے جس کی شان "عزیز حکیم" اور "علیم حکیم" ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض تعلیمات کو بعض عقلیں نہ سمجھ سکیں' پھر "جماعت" کے فوائد اور مصالح تو اس قدر عام ہیں کہ معمولی سے معمولی عقل بھی بآسانی ان کو سمجھ سکتی ہے۔ جس چیز کو تم تنہا جنبش نہیں دے سکتے اسکو چند آدمی متفق ہو کر زیادہ سے زیادہ دور لیجاتے ہیں اور اونچے سے اونچے مقام پر پہنچا دیتے ہیں جو کام ایک آدمی کے لئے محال و ناممکن ہوتے ہیں انہیں چند آدمی ملکر بسہولت تمام انجام دے لیتے ہیں' جس درخت کی ایک شاخ کا توڑنا تمہارے لئے ناممکن ہو اگر تمہاری ایک جماعت ہو تو اس درخت کا اکھاڑ پھینکنا کوئی بڑی بات نہیں ہے ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را

جماعت کا علمی پہلو

جماعت کے علمی پہلو کو سمجھنے کیلئے اعداد کی ترکیب پر غور کرلینا کافی ہے۔ ایک مرتبہ ایک سے نو تک کے اعداد کو علیحدہ علیحدہ لکھکر ان کو دیکھئے پھر ان کو ایک ساتھ جمع کرکے اس کی پہلی حالت سے موازنہ کیجئے دیکھئے جماعت کی کیسی حیرتناک برکت نظر آتی ہے۔ حروف کو دیکھئے۔ جب تک یہ بصورت تہجی ہیں محض مہمل، سفید کاغذ پر ایک بدنما نشان ہیں لیکن جب یہی حروف مفردات جمع ہوکر کلموں اور جملوں کی شکل اختیار کرلیتے ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ کیسے کیسے معانی و مطالب دینے لگتے ہیں۔ اس بات پر تفصیل کے ساتھ غور کرو تو جماعت کے عجیب و غریب رازہائے سربستہ منکشف ہوتے ہیں۔ اور حیرتناک کرشمے نظر آتے ہیں۔

جماعت کا ادبی پہلو

تم نے علیحدہ علیحدہ پھول بھی دیکھے ہوں گے اور پھولوں کا گلدستہ بھی دیکھا ہوگا۔ کیا تم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ جماعت کے باعث کیسی رنگا رنگی اور کیسی بوقلمونی پیدا ہوجاتی ہے؟ ایک مقام پر پراگندہ حالت میں ادھر ادھر پھولوں کے پودے اُگے ہوں اور دوسری جگہ جتنے پودے ہوں ترتیب اور قرینے کے ساتھ ایک دوسرے کے پاس لگے ہوئے ہوں دونوں کو دیکھو منتشر اور پراگندہ پودے کیسے بے لطف اور قرینے سے یکجا لگے ہوئے پودے کیسے خوشنما اور نظر فریب معلوم ہوتے ہیں جس طرح جماعت کے علمی پہلو میں دیکھ چکے ہو کہ مفرد حروف مرکب ہوکر کیسے کیسے معانی مطالب دینے لگتے ہیں اسی طرح علیحدہ علیحدہ فقرے اور الفاظ کو جب شاعر اور ادیب قاعدہ کے ساتھ ایک ساتھ جمع کردیتے ہیں تو انہی معمولی فقروں اور لفظوں میں ایک اعجاز پیدا ہوجاتا ہے۔ شاعر کی نظم میں، ادیب کی نثر میں، مقرر کی تقریر میں جو اثر، جو زور، جو درد، تم پاتے ہو درحقیقت یہ لفظوں اور فقروں کے اجتماع کی برکات ہیں۔

جماعت کا تاریخی پہلو

تاریخ کے جس صفحہ پر نظر ڈالئے آپکو جماعت کی برکتیں جلی حروف میں لکھی ہوئی موجود ملیں گی۔ بڑی بڑی طاقتیں انتشار و تفریق کے باعث شکست یاب ہوگئی ہوں گی اور چھوٹی چھوٹی قوتیں اتحاد و اجتماع کی وجہ سے ظفرمند و کامیاب ہوئی ہوں گی۔

جماعت کا تمدنی پہلو

جماعت کے تمدنی پہلو کو دیکھنے کے لئے شہروں اور دیہات کی حالتوں پر نظر ڈالنی چاہئے، شہروں میں جو چہل پہل جو دھوم دھام

جو رنگا رنگی، جو بوقلمونی نظر آتی ہے وہ سب جماعت کا طفیل ہے۔ دیہات بھی انسان ہی کی آبادیاں ہیں، اور شہر بھی لیکن جماعت نے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ڈالدیا ہے۔ اہل شہر نے تمدن کے کیسے کیسے لوازم ایجاد کئے ہیں اور انسانی زندگی کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ شہریوں کا تمدن دیہاتیوں کے لئے ایک متحیر کن تماشا ہے۔ اہل شہر کو یہ باتیں محض ان کی جماعت کے باعث حاصل ہیں؛

جماعت کا معاشرتی پہلو

شہروں اور دیہات کے حالات پر نظر ڈالنے سے جماعت کا معاشرتی پہلو بھی پیش نگاہ ہو جاتا ہے۔ دیہات میں پیسے موجود ضرورت کی چیزیں دستیاب نہیں ہوتیں، بعض اوقات دوا وغیرہ کی قسم کی اشیاء کے نہ ملنے سے معمولی مریض مہلک بیماری میں اور بڑا مریض موت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایک خاندان جو اجتماعی حالت میں رہتا ہو اسکو جو امن اور چین حاصل رہتا ہے انتشار و تفریق کی حالت میں وہ آرام و راحت اور وہ امن و عافیت سب گاؤ خورد ہو جاتے ہیں؛

جماعت کے اقتصادی، تجارتی اور صنعتی پہلو

اقتصادی، تجارتی، اور صنعتی فلاح و بہبود اور ترقی و خوشحالی کا تمامتر دارومدار جماعت پر ہے دیکھو جو ممالک جماعت کی صورت میں تجارتی و صنعتی کاروبار کر رہے ہیں وہ کس سرعت کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہے ہیں، برخلاف ان کے ہندوستان جسکو جماعتی شکل میں ان کاموں کا سلیقہ نہیں ہے اس کے منہ پر مکھیاں بھنک رہی ہیں، اگر ہندوستان نے کچھ حرکت کی بھی ہے تو اسی جماعتی طریقہ کے سہارے ؛

حاصل کلام

دینی یا دنیاوی زندگی کے جس شعبہ اور جس پہلو پر نظر ڈالئے آپ کو جماعت کی کار فرمائیاں دکھائی دینگی۔ اور ہر جگہ جماعت کی ضرورت محسوس ہوگی یہی وجہ ہے کہ اسلام میں ایسے طریقوں پر بہت زور دیا گیا ہے جو مسلمانوں میں اجتماعی زندگی پیدا کرنیکا موجب ہوں شب و روز میں مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے اور ہر نماز کیلئے جماعت واجب، اسلامی احکام کے مراتب میں دوسرا مرتبہ واجب کا ہے۔ گویا مسلمانوں کو رات اور دن میں پانچ مرتبہ جماعت کا درس دیا جاتا ہے۔ آٹھویں روز جمعہ فرض ہے۔ اور جمعہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک جماعت نہو۔ سال میں عید الفطر اور عید الضحیٰ مسلمانوں کے سب سے بڑے دینی تہوار ہیں اور ان میں سب سے اہم کام دوگانہ کی ادائیگی ہے لیکن مسلمان دوگانہ

ادا نہیں کر سکتے۔ جب تک جماعت نہ ہو۔ زندگی بھر میں ایک دفعہ چند شرائط کے ساتھ حج دنیا بھر کے مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔ چونکہ حج کی ادائیگی ایک مقام اور ایک وقت خاص کے ساتھ مخصوص ہے اسلئے حج کرنے کیلئے لازم ہے کہ دنیا بھر کے حاجی ایک مقام پر بیک وقت جمع ہوں۔ یہ جماعت کا عظیم الشان سالانہ مظاہرہ ہے۔ اسلام کے ان احکام پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام جماعت کا کس قدر معلم اور حامی ہے۔ اور جماعت کے تمام پہلو کو ملحوظ رکھنے سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات و احکام میں انسان کی دینی زندگی کے خیر و خوبی کے ساتھ ساتھ اس کی حیات دنیاوی کے فلاح و بہبود اور نشو و نما کے کیسے کیسے اہم راز مضمر ہیں!

برادران اسلام! آپ جماعت کی برکات و حسنات کو ضروری تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرما چکے۔ آپ کو لازم ہے کہ جماعت سے ایک بالشت بھی علیحدہ نہ ہوں۔ بحوالہ مسند امام احمد و ابوداؤد و حاکم مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر الگ ہوا اس نے اپنی گردن سے اسلام کا حلقہ نکالدیا" اور جماعت کو لازم پکڑنے کے لئے ائمہ اربعہ میں سے کسیکی تقلید ضروری ہے۔ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذَّ شُذَّ فی النار؛	"سب سے بڑی جماعت کی پیروی اختیار کرو پس جو شخص اس سے علیحدہ ہوا وہ آگ میں ڈالا گیا"!

اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ علما و فضلاء، اولیا و اصفیا، عباد و زہاد غرض ہر اعتبار سے مقلدین ائمہ اربعہ ہی کی جماعت سب سے بڑی جماعت ہے ان کے برابر نہ شیعہ ہیں نہ وہابی نہ اہل قرآن، نہ قادیانی۔ غرض ان کے سوا کوئی جماعت نہیں جو "سواد اعظم" کہلانے کی مستحق ہو۔

خاکسار ابو محمد از بنارس

برادران شریعت و یاران طریقت کی حمیت اسلامی سے ہمیں کامل توقع ہے کہ وہ اس ضروری رسالے کی اشاعت میں تا بمقدور سعی بلیغ فرمائینگے اور کم از کم اپنے اپنے احباب کرام میں سے پانچ پانچ جدید خریدار بہت جلد بہم پہنچا کر ایک طرف تو اپنا مذہبی و ملی فرض ادا فرمائینگے اور دوسری طرف اعلیحضرت سراپا برکت مجدد وقت قدوۃ السالکین رئیس المحدثین مولانا مرشدنا پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب لازالت شموس فیضانہ بازغۃ کے منشاء مبارک کو پورا کرتے ہوئے سعادت دارین سے بہرہ اندوز ہونگے!

(منیجر)

تقلید

کسی شخص کو معتبر سمجھکر ان کے اقوال و افعال کی پیروی بغیر طلب دلیل کر لینے کو تقلید کہتے ہیں یہ انسان کی فطرتی صفت ہے اور تمام کمالات کی تحصیل کا مبداء بھی یہی ہے جس میں یہ صفت ناقص ہوگی اسکے کمالات میں قطعی نقص ہوگا۔ دیکھئے جب لڑکا کسی قدر سمجھنا شروع کرتا ہے تو ہر چیز کا نام پوچھتا ہے اور اُس کے مربّی جو کچھ بتاتے ہیں اُسکو وہ تقلیداً مان لیتا ہے اگر اس میں مادۂ تقلید نہوتا تو حیوان ناطق بننے ہی سے محروم رہتا۔ اسی طرح اُستاد کے پاس بھی تقلید کی ضرورت ہے ورنہ تمام علوم سے محرومی ہوتی ہے۔ پھر دین میں بھی ضرورت تقلید ہے "ما اتٰکم الرسول فخذوہ" قول باری ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قول نبی کو بغیر چون وچرا و حجت و دلیل تسلیم کرلو۔ مثلاً آپ نے فرمایا "صبح کی نماز دو رکعت ہے" اسکو مان لو پوچھنے اور حجت کرنے کا حق تمکو نہیں ہے کہ کیا وجہ ہے؟ قرآن میں اِسکا ذکر کہیں ہے یا نہیں؟ اسی طرح صحابی نے جب کہدیا کہ "یہ حدیث نبی ہے" تو تابعی کو مجال گفتگو نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جس کی تقلید کیجائے وہ معتمد الیہ ہو، اسی وجہ سے محدثین پر آیت قرآن پاک شاہد ہے "یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" یعنے "اے ایمان والو اللہ اور رسول اور تم میں سے جو اولی الامر ہوں اُن کی پیروی کرو" اور اولی الامر سے مراد علماء و فقہا ہیں جس کی تصریح مفسرین نے ان الفاظ میں بدیہی طور پر کردی ہے "یعلمون الناس معانی دینھم ویامرونھم بالمعروف وینھونھم عن المنکر" اسی وجہ سے عمر ابن عبدالعزیز نے تمام شہروں میں یہ حکم جاری کردیا کہ "جس بات میں فقہاء کا اتفاق ہو اس پر عمل کرو" (دارمی) حضرت حذیفہؓ راوی ہیں "کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا" میری رخصت کا زمانہ قریب ہی میرے بعد ان کی تقلید کرو" (ابن ماجہ) پیغمبر خدا روحی فداہ صلعم کا ارشاد ہے "میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو" (ترمذی و ابن ماجہ) صحابہ واحد کی تقلید خود لوگ کرتے رہے جس کا نام "تقلید شخصی" ہے اور حق یہ ہے کہ کوئی شخص اسکے بغیر منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتا ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

کلام حضرت سعدی شیرازی ہے۔ جو بہت ہی سچ ہے۔ تقلید فقہاء واجب ہے۔ بخاری شریف وغیرہ پر ظن غالب ہو نہیں سکتا کہ کل احادیث صحیحہ کا مجموعہ ہے۔ بخاری نے ۲۸۷۔ اور مسلم نے ۲۹۴ روایات ضعیفہ کو بیان کیا ہے (تقریب التہذیب) اور فقہ حنفیہ کل حدیثوں کا ملخص ہے۔ اس پر اکابر علماء محدثین کا اتفاق ہے یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین ہادی ہیں کہ "غیر معتبر شخص جیسے غیر مقلد قرآن شریف بھی سنائے تو نہ سنا جائے"۔ ابن سیرین کے پاس دو شخص آئے جو اہل ہوا سے تھے اور کہا "کہ ہم آپ کو ایک حدیث سناتے ہیں" فرمایا "میں نہیں سنتا" انہوں نے کہا "ہم قرآن کی ایک آیت سناتے ہیں" فرمایا "تم یہاں سے چلے جاؤ" لوگوں نے کہا "حضرت اگر آپ قرآن کی آیت سن لیتے تو کیا نقصان تھا" ؟ آپ نے فرمایا "اگر وہ آیت پڑھکر مضمون و مطالب میں تحریف کر دیتے اور وہ بات میرے دل پر جم جاتی تو ازالہ ایمان کا خوف تھا" (دارمی) کتب احادیث و تواریخ مظہر ہیں کہ ترک تقلید کا کرشمہ گروہ خارجیہ نے دکھلایا اور ترک تقلید کر کے خودسری اور محقق کا دعویٰ کیا حالانکہ ان کی خودسری و محققی نے ان کی آبرو کو خاک میں ملادیا اور بعوض جنت دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ ان کا خیال تھا "کہ نانا اگر نواسی سے نکاح کرے تو جائز ہے کیونکہ قرآن مجید میں صرف بنات کا ذکر ہے بنات البنات پر قیاس غلط ہے۔ اور زانی کے رجم کو بھی وہ جائز نہیں مانتے اس لئے کہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے"

فقیر راحت حسین نقشبندی

رسالہ جماعت امرتسر

کی نسبت چند معززین کی رائیں!!

(۱)

از شیر اسلام حضرت مولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر حنفی نقشبندی سابق مدیر اہل فقہ امرتسر

رسالہ جماعت کے تین نمبر ابتک مجھے وصول ہو چکے ہیں۔ جناب کی عنایت کا بے حد ممنون ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے جماعت کو کامیاب کرے۔ مجھے رسالہ جماعت بے حد پسند ہے۔ مضامین کے لحاظ کر میں تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ زندقہ۔ الحاد و مذہب سے لاپرواہی

مسلمانوں کا اباس ہو رہے ہیں ایسے مفید رسالہ کی سخت ضرورت تھی جو قسام ازل نے آپ کے ہاتھوں پوری کرنی آپ کے مقدر میں لکھی تھی اسلئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس مفید کام کے اجرا کا فخر آپ کو حاصل ہوا۔

مجھے ایک اور خیال سے بھی "جماعت" بہت پسند ہے۔ وہ یہ کہ ہم لوگ مذہبًا اہل السنۃ والجماعت ہیں۔ لفظ جماعت ہمارے خیالات کی ترجمانی کے علاوہ اپنے نام میں ہماری مذہبی خصوصیات کا مظہر ہے۔ دوسرا ہمارے آقا و پیشوا حضرت زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین اعلیحضرت مولانا مولوی حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری لازالت شموس فیوضہم کے اسم گرامی پر ہے۔ اس طرح سے ہماری دونوں حیثیتیں ظاہر ہوگئیں۔ اور صرف لفظ "جماعت" سے ہم اپنے آپ کو اہل السنۃ والجماعت بھی ظاہر کر سکتے ہیں اور وابستگی دامن حضرت قبلہ عالم دام برکاتہم بھی اس سے ہویدا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ اسلئے اہل السنۃ والجماعت حنفیوں کو اسکا مطالعہ از حد مفید ہوگا اور جو لوگ علاوہ اہل السنۃ والجماعت ہونیکے دربار علی پور شریف سے تعلق رکھتے ہیں وہ خصوصیت سے اسکی خریداری پر مجبور ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کو انشاء اللہ تعالےٰ خریداران کی قلت پریشان نہ کرے گی۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل رسالہ جماعت کی اشاعت میں ترقی عطا فرمائے تاکہ مذہب اہل السنۃ والجماعت اور خدام سلسلہ "جماعت" کی خدمت باحسن طریق کر سکے۔ آمین۔ (الراجی الی رحمۃ ربہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ الصمد امرتسری)

(۳)

از مولوی احمد خان صاحب ابن حضرت حاجی محمد لعل خان صاحب مرحوم ومغفور رئیس کلکتہ

رسالہ جماعت امرتسر بے شک شریعت وطریقت کا بہترین مخزن ہے اور حنفیہ کرام کا فی الواقع حقیقی ترجمان ہے میں عرصہ سے اس قسم کا رسالہ جاری کرنے کی کوشش میں تھا مگر فضل ایزدی نے میرے اس ارادے کو آپ کے مبارک ہاتھوں سے پورا کرنا تھا اسلئے میں بعض اہم مصروفیتوں کے باعث اور حامی سنت ماحی بدعت جناب قبلہ حاجی محمد لعل خان صاحب مدراسی مرحوم ومغفور کے بظاہر بے وقت انتقال کی وجہ سے ایسا رسالہ جاری کرنے سے معذور رہا ہزار شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دیرینہ آرزو کو بوجہ احسن آپکے ذریعے سے پورا کر دیا آپ یہی سمجھئے کہ جماعت میرا اپنا رسالہ ہے اور میں اس کا علمبردار نشر واشاعت ہوں۔

اسلئے معتقدانِ اہل سنت علامہ بریلوی علیہ الرحمۃ کے تمام متوسلین وتلامذہ کو عمومًا اور عالیجناب

شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پور دامت برکاتہم کے مریدین معتقدین سے خصوصاً جنکی تعداد ملک میں لاکھوں سے بھی متجاوز ہے، ملتجی ہوں۔ کہ جماعت کی توسیع اشاعت میں عملی طور پر حصہ لیں۔ اور اسکی ہر طرح سے دامی درمی قلمی سخنی امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔

مجھے امید ہے۔ کہ برادران اہل سنت والجماعت اپنے اس واحد اور نہایت مفید خالص مذہبی رسالہ کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوششیں کرکے عند اللہ ماجور ہونگے۔ میں سردست اپنی طرف سے مبلغ ۵ روپے کی حقیر رقم بذریعہ منی آرڈر پیش کرتا ہوں اور انشاء اللہ عنقریب حلقۂ احباب سے جماعت کا چندہ سالانہ حاصل کرکے ارسال خدمت کرونگا۔ الراقم احمد خاں از کلکتہ۔

(۳)

از مولوی عبد الصمد صاحب حنفی قادری ڈیرہ دون

جماعت کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جو آپ نے نکالا ہے مجھے بھی اس کے ۳۔ نمبروں کے دیکھنے کا فخر حاصل ہے مطالعہ کے بعد میں نے اسکی نسبت یہ رائے قائم کی ہے رسالہ جس مبارک مقصد کیلئے نکالا گیا ہے نباہتا جارہا ہے۔ سلمانوں کو عموماً اور حضرت مولانا حافظ حاجی صوفی پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کے خدام کو خصوصاً "جماعت" کی خریداری کرنی چاہئے۔ آپ نے زمانہ حال وقدیم کی روش کو مدنظر رکھکر اس مذہبی رسالہ کو شاندار بنانے میں پوری کوشش کی ہے۔ اور اس میں آپ لاریب کامیاب ہیں ادبی لحاظ سے بھی کچھ کم نہیں۔ اکثر مستند اصحاب کے مضامین نثر و نظم بھی ہوتے ہیں اور سب سے عمدہ اسمیں یہ خوبی ہے کہ موجودہ زمانہ کے کامل ولی اللہ کے نام سے منسوب ہے۔ اور تو اور خود حضرت پیر صاحب کے مریدان راسخ الاعتقاد کا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ خود جماعت کے خریدار بنکر دوسروں کو بھی اسکا خریدار بنائیں تاکہ مخدومی صاحب کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور جس اہم مقصد کی اشاعت کیلئے جماعت جاری ہوا ہے۔ اس میں کامیابی ہو۔ نیازمند عبد الصمد ڈیرہ ڈون۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا پیر سید محمدؒ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم کے مریدین معتقدین سے خصوصاً جنکی تعداد ملک میں لاکھوں سے بھی متجاوز ہے ملتجی ہوں۔ کہ جماعت کی توسیع اشاعت میں عملی طور پر حصہ لیں۔ اور اسکی ہر طرح سے دامے درمے قلمے سخنے امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔

مجھے امید ہے۔ کہ برادران اہل سنت والجماعت اپنے اس واحد اور نہائیت مفید خالص مذہبی رسالہ کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوششیں کرکے عند اللہ ماجور ہونگے۔ میں سردست اپنی طرف سے مبلغ ۵ روپے کی حقیر رقم بذریعہ منی آرڈر پیش کرتا ہوں اور انشاء اللہ عنقریب حلقۂ احباب سے جماعت کا چندہ سالانہ حاصل کرکے ارسال خدمت کرونگا۔ الراقم احمدؐ خاں از کلکتہ۔

(۴۳)

ازمولوی عبد الصمد صاحب حنفی قادری ڈیرہ دون

جماعت کے نام سے ایک ماہواری رسالہ جو آپ نے نکالا ہے مجھے بھی اس کے ۳۔ نمبروں کے دیکھنے کا فخر حاصل ہے مطالعہ کے بعد میں نے اسکی نسبت یہ رائے قائم کی ہے رسالہ جس مبارک مقصد کیلئے نکالا گیا ہے نباہتا جارہا ہے۔ مسلمانونکو عموماً اور حضرت مولانا حافظ حاجی صوفی پیر سید محمدؐ جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کے خدام کو خصوصاً "جماعت" کی خریداری کرنی چاہیئے۔ آپ نے زمانہ حال وقدیم کی روش کو مدنظر رکھکر اس مذہبی رسالہ کو شاندار بنانے میں پوری کوشش کی ہے۔ اور اس میں آپ لاریب کامیاب ہیں ادبی لحاظ سے بھی کچھ کم نہیں۔ اکثر مستند اصحاب کے مضامین نثر ونظم بھی ہوتے ہیں اور سب سے عمدہ اسمیں یہ خوبی ہے کہ موجودہ زمانہ کے کامل ولی اللہ کے نام سے منسوب ہے۔ اور تو اور خود حضرت پیر صاحب کے مریدان راسخ الاعتقاد کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ خود جماعت کے خریدار بنکر دوسروں کو بھی اسکا خریدار بنائیں تاکہ مخدومی صاحب کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور جس اہم مقصد کی اشاعت کیلئے جماعت جاری ہوا ہے۔ اس میں کامیابی ہو۔ نیازمند عبد الصمد ڈیرہ ڈون۔

ضروری اطلاع: ۱۵ ستمبر کے جماعت کا انتظار نہ کیجئے۔ ستمبر و اکتوبر کے دونوں رسالے ایک جا میلادالرسول نمبر کے نام سے ۲۰ اکتوبر کو شائع ہونگے۔ (مینیجر)